

شہادت ذوالنورینؑ

بہ ترمیم و اضافہ
طبع شانی

حکیم فیض عالم صدیقی

عرضے ناشر

شہادت سیدنا ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غالباً ۶۱۹ء کے شروع میں طبع ہوئی ہمارے پاس کتاب مذکور کا ایک نسخہ اس وقت پہنچا جب کتاب مارکیٹ میں نایاب ہو چکی تھی۔

ہم لوگ عام متداول تاریخوں میں جو کچھ پڑھتے چلے آ رہے ہیں ان میں اور شہادت ذوالنورین کے مضامین میں زمین و آسمان کا فرق نظر آیا۔ مگر جب فاضل مولف کے بحوالہ واقعات پر خالی الذہن ہو کر غور کیا تو آنکھوں سے پردے ہٹتے چلے گئے، دماغ روشن ہوتا چلا گیا اور صحیح واقعات تصویریں نیکر آنکھوں کے سامنے اُبھرتے رہے۔

عالم اسلام کے غلام ترین شہید اعظم یعنی سیدنا ذوالنورین جنہیں ۸ سال کی عمر میں لگاتار دو ماہ شدید محاصرے کے بعد اکتیس دن بھوکا پیاسا سڑ پاتڑ پا کر نہایت شہادتِ ظلم، بربریت اور سہمیت سے جس طرح شہید کیا گیا اس کی مثال تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ مگر آج تاریخ کا جو ذخیرہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ وہ ان عجیبی تراش ساز شیعوں کی ذہنی اختراع ہے جن کے روحانی آب و جد نے پہلے سیدنا فاروق اعظمؓ کو شہید کیا۔ پھر سیدنا ذوالنورینؓ کو شہید کر کے خلافتِ نبوتؐ کا خاتمہ کیا۔ اور اپنی بدکرداریوں و بد اعمالیوں کی پردہ پوشی اور اپنے بچاؤ کے لئے سیدنا علیؓ کی آڑ لی مگر جب آپ بھی اُن کی حسبِ مرضی ان کے کام نہ آ سکے تو انہیں بھی شہید کر دیا ان کے بعد سیدنا حسنؓ کو مذل المؤمنین کہا انہیں زخمی کیا اور ان کو شہید کرنے پر تکی گئے مگر وہ بچ کر مدینہ پہنچ کر اصلِ حق ہو گئے تو سیدنا حسینؓ کو گھر گھا کر مکہ سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر جب سیدنا حسینؓ کو فہ سے تین منزل کے فاصلہ پر پہنچے تو انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ میرا بھی وہی حشر کرنے والے ہیں جو اس سے پہلے میرے باپ اور بھائی کا کر چکے ہیں تو وہ اُسی

نام کتاب	شہادت ذوالنورین
مؤلف	حکیم فیض عالم صدیقی
تعداد	ایک ہزار
ایڈیشن	دوسرا
ضخامت	۱۰۴ صفحات
سائز	۱۸ × ۲۲
کتابت	فارسی حبیب احمد جہلم
قیمت	
ناشر	شبان الہدیث ہیل ضلع گجرات
	ملنے کے پتے

۱۔ حکیم فیض عالم صدیقی۔ جامع الہدیث محلہ ستریاں جہلم

۲۔ قاضی عبدالقدیر خاموش ناظم اعلیٰ شبان الہدیث ہیل ضلع گجرات

۳۔ حاجی رحمت اللہ امیر جمعیت الہدیث پشاور
جامع الہدیث، چوک فوارہ۔ پشاور صدر

۴۔ مولانا عبدالواحد سلفی محلہ چراغ پورہ لالہ موسیٰ (گجرات)

۵۔ مکتبہ عثمانیہ ۱۶ مسلم لیگ کوارٹر زکراچی

۶۔ مکتبہ عزیز یہ۔ جامع قدس چوک دانگراں۔ لاہور

مقام سے خلیفہ اسلام کے پاس پہنچنے کے لئے عازم دمشق ہو گئے۔ مگر جب وہ کہیں سے مقام پر پہنچے تو انہیں بھی ختم کر دیا گیا۔

اور جب سلمان تاریخ سازی اور حدیث نویسی میں مصروف تھے تو یہ لوگ تھک چکے تھے اور انہیں کوئی نئی چیز نہیں ملتی تھی۔ آج ہمارے سامنے کچھ متبادل انداز میں موجود ہے وہ انہی لوگوں کی وضعی اور لکھی، دفتر پر مشتمل داستانوں کا ترجمہ ہے۔

اور اس کی صورت یوں ہوئی کہ آگے چل کر حبیب ان لوگوں نے دیکھا کہ احادیث کے ذیل میں صحیح واقعات بھی موجود ہیں اور سیرت کا کتابوں میں بھی بعض صحیح واقعات موجود ہیں تو انہوں نے غلط واقعات کو مختلف صورتوں میں بار بار دہرایا کہ اس طرح تمام عالم اسلام میں پھیل گئے کہ انہیں کبھی نہ آئے صحیح واقعات کو ان دشمنی اور کمزور واقعات سے الگ کر نہ سکی تھی قسم کے پڑھے لکھے آدمی کہ اس کا روگ نہیں آیا۔

اور آج نوبت یا بیخار سید کہ ہمارے محراب و منبر بھی عجیبی نظر بات کے ترجمان ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہمارے پریس سے بھی چیز شعوری اور غیر شعور کی انداز میں دی جاتی ہیں دہرائی جا رہی ہیں۔ اس مقام پر مثلاً ان میں ایک موٹی سی بات غرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انداز البی کو یسوعا البی السق کا حدیث النساء فرما کر نہ کہ بہت امن بنیں ہو چکا ہے مگر یہی عطا فرمایا ہے کہ دنیا بھر کی کوئی خاتون ان کی ہمسر نہیں اور حضور نبی کریمؐ نے سیدہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق فرمایا ہے کہ میری اندراج میں عائشہ کا مقام ایسا ہے جیسا کھانے میں شرب کا مقام۔ مگر ہمارے محراب و منبر سے آج بھی غلط انداز میں النساء فاطر الزمرہؑ کی آوازیں گونج رہی ہیں۔ اگر یہ مقام حضور نبی کریمؐ کی بات ہیں تو کسی کو خوش تھا تو وہ سیدہ زینب صدیقہؓ کی باتیں تھیں، اللہ علیہا رحمۃً عظیمیٰ تھیں جن کی شان میں نبی کریمؐ نے فرمایا تھا مجھے افضل بنا کر

سیدہ فاطمہؓ کا مقام اپنا، سیدہ رقیہؓ کا مقام اپنا اور سیدہ ام کلثومؓ کا مقام اپنا۔ یہ تمام بات الزمرہؑ اپنے اپنے مقام کی حامل تھیں مگر سیدہ النساءؓ کے خطاب سے ام ایاء المؤمنین کے مقابل میں ایا قین شیوں کو چھوڑ کر صرف ایک کو

تو ازاد معیان اہل سنت، بلا تفریق المحدث، اخفاء، شوافع، حنابلہ اور عقائدین امام مالکؒ کے پاس شریعت کی کوئی ثبوت نہیں یہ صرف علمی نظریات کا کاہلوس ہے۔

اللہ تعالیٰ امام ابن تیمیہؒ کو حبث میں بلند مقامات عطا فرمائے جنہوں نے سب سے پہلے اس ملت کے اس سرطانی چھوڑنے کی کٹھنیں کر کے اس پر شتر زنی کی طرح ڈال کر اُمت کو اس سرطانی چھوڑنے کی محبت سے آگاہ کیا۔ اور ان کے بعد امام ابن العزنیؒ نے اُمت کو خبردار کیا۔ ابن العزنیؒ کے بعد طویل خاموشی طاری رہی۔ ماضی قریب میں تحفہ اثنا عشریہ اور آیات نبیائے کبھی نہیں مگر ان کا موضوع عقاید و اعمال تک محدود رہا۔ البتہ مرزا جبریلؒ نے تاریخی انداز میں اس کام کو نبھایا اور ان کے بعد محمود احمد عباسیؒ نے نظریہ دشواری کی زبان میں حقائق کا قزیرہ پیش کیا مگر تاریخی خلا پر نہ موقوف رہا۔

اللہ تعالیٰ نے اس سعادت کا سہرا جس مجاہدین دولت کے لئے تیار کر رکھا تھا وہ عظیم شخصیت اس وقت ہمارے درمیان یکم فیض عالم صدیق کے نام سے موجود ہے۔ موضوع نے اس عجیب سازش کے مالہ دماغ سے جس جو کچھ انداز میں ملت کو دشمناس کر لیا ہے وہ اسی صاحب دل پر مرد کا کام ہے۔

عجیب سازش کہاں سے پھولتی، کیسے پھولتی، کیسے پروان چڑھی، اس کے عقائد و اعمال کے شکوے کیسے چھوٹے، ان پیڑوں کی آبیاری کیسے ہوئی اور کس نے کی۔ اسلامی عقائد کے پہلو بہ پہلو بھی عقائد کس طرح پھلتے پھولتے رہے، مصر، لبنان، دہلی، کھنڈ، میسور میں ان لوگوں نے کیا کیا، ان کے دین کی بنا پر کس بات پر ہے ان کا رب کون ہے؟ ان کا دین کونسا ہے، ان کی شریعت کیا ہے؟ محمد رسول اللہؐ کی اندراج و صحابہؓ کو بھول کر کیا کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہیں اس پر مرد کی کتابوں ہی سے حاصل ہوا ہے۔

تمہارے ذرا دلیرانہ کے مطالعہ کے بعد دل میں اس قسم کی آرزو پیش چھلنے لگیں کہ نہ تو علم کی خدمت میں خود حاضر ہونا چاہیے۔ مگر فیض اصحاب سے اس قسم کے تاثرات تشبیہ بنے آنے کو موقوف نہایت خشک مزاج قسم کے انسان ہیں اور ایک آدھ دھما

سے بھی سننے میں آیا کہ مصوف کسی حد تک متکبرین حدیث کے متنبو ہیں بہر حال ہم چند احباب
 ہر سب بادا بادا کر دکتے ہوئے اس پر بزرگ کی خدمت میں پہنچے چند لمحات میں ہی معلوم
 ہو گیا کہ مصوف کا خشک مزاجی کی ہوائیاں اُڑانے والے باتو خود احساس کہتری کا شکار
 ہیں اور یا انہیں اپنی خود ساختہ مزعومہ جی تدارکی کو مصوف کے قسم کے خطرات
 لاحق ہیں۔ ہم نے تماشیق، خوش خلق، جیم اور شہدے دل و دماغ کا انسان کہاں کیا
 تھا۔ ہم نے اپنی صحبت میں ہی تہمت کے اعتراضات کی ایک نئی تہمت آپ کے سامنے
 لڑھکا دی۔ اور ساتھ ہی ذہن میں پختہ شدے کے پیش نظر قسم کی جھڑپ سننے کے لئے
 تیار ہو گئے۔ مگر وہاں تو دُرُور نہایت خشک مزاجی تو درکنار معلومی سی ناگواری کا اثر تک نظر آیا
 اور نہایت خندہ پیشانی سے ہمارے اعتراضات کے ایسے جوابات سے ہیں متغیر فرمایا کہ
 طبیعت میں اطمینان ہی نہیں بلکہ ایک گوند سکون سا محسوس ہونے لگا۔

اور اس کے بعد نہایت بھرپور کم از کم ایک بار راجہ حاضر ہونے کا معمول بن گیا۔ اور اب تو یہ
 کیفیت ہے کہ جب تک حاضری ہوں ایک فلاں محسوس ہوتا ہے گویا یہ حاضری اب ہمارے
 روحانی غذائیں گئی ہے۔ حکیم صاحب کے جذبات متغیر بھی اکرم کی ذات اقدس کے متعلق
 نہایت ہی نازک ہیں اور دوازدہ مطہرات اہمات المؤمنین کی ذوات قدسیہ اور صحابہ کرام
 رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق قرآن و احادیث کی روشنی میں یہی طرح موصوف تدریجاً
 عقیدت پیش کرتے ہیں کہ خشک ہمت اور فرات ہو تو اُسے ضبط تحریر میں لا کر ملک و قوم
 کے سامنے پیش کیا جاسے۔ یہ ہمارے رسول و تائبان و دوازدہ مطہرات و علمبرداروں کے
 صحابہ اپنے جذبات کے بحرِ خار سے موتی رول رول کر نکالتا رہے اور ہم اپنی جمہوریاں
 سمجھ کر قوم کے سامنے لگاتے رہیں۔

اپنے ان تاثرات میں ہم متغیر نہیں۔ بلکہ جو بھی ایک بار اس مردِ پیر کی خدمت میں پہنچ
 گیا وہ کچھ حاصل کر کے ہی اٹھتا۔

چنانچہ جمعیت اہلحدیث کے شہسوار خطیب، ادیب، راہنما اور صحافی حضرت مولانا
 حافظ محمد ابراہیم مکی لوری ایک محقق اور صاحبِ دل بزرگ سے ملاقات کے عنوان کے

تحت لکھتے ہیں:-

”چند ہی منٹوں میں (حکیم صاحب) ایسے گھل گئے کہ میری
 طبیعت کا تمام غوت و حجاب اور احترام یکے بغی میں بدل گیا
 میں اس بات پر مجبور تھا کہ جن دوستوں سے حکیم صاحب
 کی خشک مزاجی بکثرت نوافی کا تذکرہ سنا تھا ان کے لئے
 رب ذو الجلال کے حضور میں عفو و درگزر کی دعا کروں۔“

اسی مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں:-

اس مجلس میں ہماری گفتگو کا محور زیادہ تر شیعہ عقائد و شیعہ
 تاریخ اور ازل و اوائل تا اس دورِ عالم اسلام میں ان کی سازشوں
 اور لشرہ دواؤں سے تھا، حکیم صاحب کا مطالعہ اس
 عنوان پر بہت وسیع ہے اور وہ جو بات بھی کرتے ہیں اکثر
 باحوالہ کرتے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں:-

میں نے اس ماحول سے جو کچھ اخذ کیا اس کے مطابق حکیم صاحب
 نہایت زہر، ماحول فہم اور دراندیش بزرگ ہیں۔۔۔ ان کا
 ماحول ان کی دیانت و امانت کا محقق ہے۔

حکیم صاحب کے متعلق حافظ مکی لوری صاحب کے آخری کلمات جماعت کے لئے بشیلاہ
 ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

حکیم صاحب کو اس بات کا شدید فکر ہے کہ جماعت کے مسلمانین
 رواجِ امر و سطحی کاموں میں اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔
 لیکن کئی ایک بنیادی اور علمی کام ایسے ہیں جن کی طرف کماحقہ
 توجہ مبذول نہیں کی جا رہی۔

(مفت روزہ اہلحدیث ۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

شہادت سیدنا ذوالنورینؑ

مقدمہ طبع ثانی

۱۹۷۵ء میں شہادت ذوالنورینؑ طبع ہوئی جس پر ماہنامہ مینیاق، شمس الاسلام اور حضرت روزہ بچان، خدام الدین اور الاسلام نے بھرپور تائیدی تبصرے لکھے۔ ہفت روزہ الاعتصام میں بھی صلاح الدین ندیم صاحب نے حوصلہ افزائی فرمائی۔

پہلا ایڈیشن اپنی جنوری افادیت کی وجہ سے چند ماہ میں ختم ہو کر نایاب ہو گیا اور دوسرے ایڈیشن کے لئے تقاضے شروع ہو گئے۔ مگر میں اپنی بچکانہ لیبیری مصروفیات نیز خانگی امور کی وجہ سے اس طرقت توجہ نہ کر سکا اچانک شبان الہدیشؑ میں صلح گجرات نے دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کے ارادے کا اظہار کیا تو میں نے یوں محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بہت بڑے فرائض کی ادائیگی سے سکون فرما دیا ہے۔

شہادت ذوالنورینؑ کی اشاعت پر جن دینی و علمی حلقوں اور جن اکابرین ملت کی طرف سے تائیدی اور توصیفی خطوط ملنے کے ذکر کی یہاں ضرورت ہے نہ نا تاہم البتہ چند ایک مختصراً سے اس قسم کے خطوط موصول ہوئے کہ کتاب کے بین السطور سے سیدنا ذوالنورینؑ کی شہادت کی ذمہ داری کے متعلق اس قسم کے اشارات کا اظہار ہوتا ہے کہ سیدنا علیؑ کا اس فعل میں ہاتھ تھا اور یہ بات مشاجرات صحابہؓ سے بڑھ کر شان صحابہؓ کے تقبض ہونے کے مترادف ہے میں اس موقع پر اس حقیقت کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ عجیب بات کے یکطرفہ پروپیگنڈہ سے مسلمانوں کے قلوب و اذهان میں کچھ اس قسم کے تشات جاگزیں ہو چکے ہیں کہ سیدنا علیؑ باحقرات حنینؑ کے حالات قلمبند کر دتے وقت یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہیے کہ ان سے کسی قسم کی لغزش سرزد ہوئی ہے۔ مگر ایسا کہنے والے ہی بے دلیق قراطس و قلم کے ذریعے ار

اس حقیقت سے کسی کو انکار کی خیال نہیں کہ حکیم صاحب دس سال سے اصلاح و تہذیب اور تہذیب کی تاریخ کے ماہر ہیں نہایت نامساعد معاملات کے باوجود اپنے مخصوص انداز میں اپنے حق کے تمام توانائیاں، اپنے حق کی تمام صلاحیتیں اور اپنے ذہن کی آخری کوئی تک اس دیوانگی کی عینیت پر مضبوط تھوڑے ہیں۔

نشانیان اصل میں پہلے متعلق گجرات کے کارکن اپنے ابتدائی ایام سے ہی یہ وادعہ سے کہ میدان عمل میں اترے تھے کہ معاشرہ کی تہذیبی راہ رویوں کی اصلاح کے لئے خواہ وہ زندگی کی کسی شے سے متعلق ہوں اپنے آپ کو مجاہدانہ وار وقف کرنے کا پسند رکھے اور اللہ تعالیٰ کا ہر ہزار ہر ایک سے کہ ہم لوگ پہلے دن سے انہیں اپنے آپ سے لگے گئے مواعید پر عمل پیرا ہیں تبلیغی انداز میں آج تک بیسیوں اجلاس منعقد ہو چکے ہیں جن میں ملک ملت کی انہیں غنیمتوں کے خطاب ہو چکے ہیں۔

اور علمی انداز میں شہادت سیدنا ذوالنورینؑ کے دوسرے ایڈیشن کی طباعت ہمارا پہلا قدم ہے ہم حکیم صاحب کے بے حشونوں احسان ہیں کہ موصوف نے بغیر کسی مطالبہ یا شرط کے اس کے دوسرے ایڈیشن کی طباعت کے ملکی حقوق شہان الہدیشؑ میں لکھ دینے ہم اُمید کرتے ہیں کہ حکیم صاحب انشاء اللہ آئندہ بھی اپنی تابلیغات کی طباعت اور نشر و اشاعت کی سعادت میں ہمیں محروم نہیں فرمائیں گے۔

د حافظہ تاباخی عبدالقدیر خانکوش

ناظم اعلیٰ شبان الہدیشؑ، پہلے متعلق گجرات

یکم جنوری ۱۹۷۹ء

شبان الہدیشؑ میں صلح گجرات اپنے محسن اور مہی حاجی رحمت اللہ صاحبؒ کی سرپرستی پر جن قدر فخر و ناز کھے کہ جن کی سرپرستی اور مالی تعاون سے ہم اپنے لائبرل عمل و نہایت آسانی سے سر انجام دے رہے ہیں۔

حزاب و رئیسین کی ان میں سیدنا ذوالقرنین کی ذات اقدس کے متعلق کذب و فاضلہ پر مشتمل بہتانات کو دہر لئے پہلے جاتے ہیں اور اگر کسی دوسرے مقام سے ان کے مزعومہ تقریبات کے خلاف صحیح احادیث اور بین دلائل و شواہد کی روشنی میں کوئی ہلکی سی آواز بھی انکشاف حق کے ضمن میں پیدا ہو جائے تو یہ کچھ دھار شروع ہو جاتی ہے۔ اس کی طرف تفریق پر اس کے سوائے کیا کہا جاسکتا ہے کہ ایسے افراد اپنی سطحی سوچ کی بنا پر ہم زمانہ میں صرف مسابیت کے ترجمان ہی بن کر سامنے آتے رہتے۔

ایک صادق ایمان مسلمان کا ایمان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جنتی ہیں اور اگر کسی کے لئے دوسرے صحابی کے ایمان کے مقابلہ میں بھی اہمیت کے تمام اقدار، صلیوا و اوصالیٰ، جنت، قطب، اوتار، ابدال اور اولیاء اللہ کے تمام اعمال حسنہ اگر کچھ کئے جائیں تو ایک صحابی کے ان لمحات محبت نبوی سے عشرہ عشرہ کے مقابلہ میں بھی پہنچ نہیں جو اس نے جو ہلکی سی بات کی صحبت میں گذارے۔ مگر وہ معصوم نہیں تھے۔ بلکہ ظاہر تھے ان میں سے چند ایک زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر کسی ناگوار قسم کی حرکت کے ارتکاب سے اپنا دامن دیکھنے سیدنا صاحب بن ابی لیثہؒ، سیدنا ماعزؒ اور وہ خاقان جو بحالت نبی علیہ السلام کی خدمت میں بار بار حاضر ہوئی ہیں اور ہر بار انہیں واپس کیا جاتا رہا۔ بڑے تفصیل کے لئے مصنف عبدالموتقی جلد ۷ مطبوعہ برت صفحہ ۲۴۰ سے ۲۴۱ تک روایت ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰ دیکھئے۔

تیسرے سیدنا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو محبوب روایت بخاری سیدنا عباسؓ کا سیدنا علیؓ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اقصیٰ بیٹینی ذبیحہؓ تھا آپ میرے اور اس در علیؓ کے درمیان فیصلہ کیجئے اور سیدہ جوہرہؓ کی روایت مطابق اقصیٰ بیٹینی ذبیحہؓ ہذا انکا ذب لاشہ الغادر الخائن کو کہاں چھپا یا جاسکتا ہے حافظ مائیکہؒ کہتے ہیں سیدنا عباسؓ جو کہ حضرت علیؓ کے باپ کی مکتبہ تھے اس لئے انہوں نے سیدنا علیؓ کے لئے کاذب، اثم، غادر اور خائن جیسے سخت الفاظ استعمال کئے۔ لیکن سیدنا علیؓ نے انہیں جواباً کچھ نہ کہا۔

مگر شعیبؓ اور یونسؓ کی روایت میں ہے خاستہ علی و عباس عقیل کی روایت کے مطابق سیدنا علیؓ نے بھی زور و دروید سیدنا عباسؓ کو جواب دیا۔

اسلام میں چچا بھتیجا کا سوال نہیں۔ یہاں سابقین الاولون، اصحاب بدر، اصحاب شجرہ، فتح مکہ سے قبل اور بعد کی درجہ بندی کا سوال ہے۔ سیدنا علیؓ سابقین الاولون میں سے ہیں، اصحاب بدر اور اصحاب شجرہ میں سے ہیں کہیں نہ مانگے اور بلالؓ خزہ جو کہ میں پیچھے رہ گئے مگر ان کے پیچھے رہنے نے ان کا مقام آخر میں اتنا بلند کیا کہ قرآن میں ان کی ملیندی درجات کی گواہی ثبت ہو گئی۔

اصل میں بتانا یہ مقصود ہے کہ سماء کبھی نہ ان کے ارشاد خداوندی کے مطابق صحابہ کرامؓ کی یہ لغزشیں ان کا آپس کے درمیان کا معاملہ تھا کسی غیر صحابی کے دل میں ان کے متعلق کسی سوء ظن کا تصور بھی اس کی حسنت کو تبدیل نہ کیا کرتے کہ اس پر شک نہ ہے مگر اوقات کی صحیح صورت کے بیان کرنے کو اس کا عقیدہ گردان کر اس کا فکھراؤ کرنا سطحی سوچ کے لئے ہو گیا ہو سکتا ہے۔ وہ سب کے سب رشد ہدایت کے نور مجسم تھے۔ ان کا تو قیامت تک اہمیت مزوہ کے قلوب کو سنور کر رہے گا اور قیامت کے دن ان کے اس نور کا کامل ظہور ہوگا کہ عیسیٰؑ نہ کہ ان کے کھنکھانے والے الخ الخ

”قریب ہے کہ تمہارا رب آتا رہے تم پر سے تمہاری برائیاں اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ اس دن حسین اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے صحابہؓ“

ذیل نہ کریں گے (ان کا حال قیامت میں یہ ہوگا، ان کا نور دور ہوا آگے ان کے اور ان کی داہمٹی جانب ہو گئی ہے کہ اسے ہمارے رب ہمارے نور کو کامل کر دے۔ اور ہماری خفہ فرما حقیق توہم پر قدرت رکھنے والا ہے“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود صحابہ کرامؓ کی زندگی کی لغزشوں کو کثبات کے لفظ میں بیان فرمایا ہے مگر امت صحابہؓ کی رٹ لگانے والے سطحی قسم کے ملاؤں کی سمجھ میں یہ سیات نہیں آسکتیں صحابہ کرامؓ کی سیات اپنے اند حسنت کی دنیا آباد کئے ہوئے ہیں۔ اور ان الحسنات بذہن السمیتات اس پر گوارہ ہے۔

ہمیں یہ حکم یاد کیا ہے کہ تم ان کے لئے لوں کہتے رہو۔

رَدًّا غَيْرَ لَنَا وَلَا خَوْفًا عَلَيْنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَحِلُّ لَنَا قُلُوبُنَا
غَلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا بِالْحَقِّ

میں کسی دوسرے مقام پر سبائے کے بعد ONE WAY TRAFFIC کے متعلق واضح کر چکا ہوں۔
مگر ان لوگوں کی اس چٹائی میں مسلمانوں کے انکار کو نہایت کے بعد ہے کسی دوسرے صحابی کے
متعلق جو چاہو کہتے جاؤ۔ مگر سیدنا علی کا نام درمیان میں آئے تو مشاجرات صحابہ کی
تولایہ بیان سے نکل آئیں گی۔

ایسے لوگ ان حقائق سے قطعاً بہرہ ہیں کہ صحابہ پر کرامت معصوم نہیں تھے اور سیدنا
علی بھی انہی صحابہ پر کرامت میں سے ایک تھے۔

جنگ خندق میں سیدنا
علی کے ہاتھوں ایک توے ساوپہ قوت کا دارا جانا رستم و اسفندیار کی خیالی داستانوں کے
مترادف قرار دے کر مجہوم کہ بیان کرنا ہو گا جو موجب نجات ہے۔ مگر ان تیرہ چودہ سالہ
نوجوان لڑکوں معوذہ و معاذ کا ابھیل جیسے کافر کے قتل پر انہیں ہدیہ اسلام پیش کرنا مشاجرات
صحابہ ہو گیا۔

غزوہ اُحُد میں سیدہ ام عمارہ دیوانہ وار غزوہ صادق و مصدق کے آگے پیچھے سینہ
سپے ہو کر کافروں کی طرقت آنے والے تیروں کے سلسلے کو ہال ہی ہوئی ہیں اور حضورؐ فرماتے ہیں
اُم عمارہ تم پر میرے ماں باپ کا قربان مگر سیدہ فاطمہ کا حضورؐ کے زخموں میں کڑا حلا کر رکھنا
آج ہر مقام پر شال کے طور پر بیان کیا جاتا ہے حالانکہ سیدہ صدیقہؓ بھی ان کے ساتھ موجو
ہوئیں۔ مگر سیدہ صدیقہؓ کا کبھی کسی نے بھول کر کھینچنا نام نہیں لیا۔

قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنا اور ان کو سمجھنا اور بات ہے اور انہیں چاہتے ہوئے
گزر جانا اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں قرآن وحدیث کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا علیؓ کا اس وعدہ کے باوجود کہ میں سیدہ فاطمہؓ کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں
کروں گا ابوبکرؓ کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کرنا اور حضورؐ کا المعصومین کا نہایت رنجیدہ
اور غمزدہ ہو کر مسجد نبویؐ میں خطبہ ارشاد فرمانا جیسا کہ انطور میں سیدنا علیؓ کے لئے موجب

فخر و مباہات ہو سکتا ہے۔ مگر اس ابوالعاص بن ربیع کے متعلق کسی مقام پر سرسری طور پر تعریف
کرنا بھی مشاجرات صحابہ کے زمرے میں گھسٹ لیا جاتا ہے جو ابوالعاصؓ اونت پر بھیجی اور
سند لاؤ کر شعبؓ یا شہمؓ میں بانگ دیا کرتا تھا حالانکہ ابھی اسلام نہیں لایا تھا اور نبی علیہ السلامؐ
فرمایا کرتے تھے کہ ابوالعاصؓ نے دامادی کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور ربیعؓ ابوالعاصؓ ہیں جنہوں
نے سیدہ زینبؓ کی جنت رسول اللہؐ کی وفات کے بعد نبی کوئی نکاح نہ کیا۔ یہ سیدہ زینبؓ
دیہی ہیں جنہیں نبی علیہ السلامؐ نے افضل بنائی فرمایا تھا۔ مگر آج ذیلساء ابی بنی لستن کا حد
من النساء کے صریح خلاف سیدہ فاطمہؓ کو ہر فرقہ کے خطیب اپنے خطبات میں سیدہ
النساء فاطمہؓ الزہراءؓ کو ہر ذکر کرتے ہیں۔ مگر یہاں اُہمات المؤمنین کے بجائے ثبات الرسولؐ
کا نام لیتا ہی ضروری تھا تو وہ سیدہ زینبؓ ہو سکتی تھیں مگر اس قسم کے حقائق کا انکشاف
سبائیت زدہ فہموں کے لئے مشاجرات صحابہ میں اتنے سیدنا علیؓ کی تین سے دہائی پر
کیا ہوا تھا کہ ان کے صحابی سامعین کو نبی علیہ السلامؐ کی خدمت میں عرض کرنا پڑا تھا۔ مگر
سید اللہ فاطمہؓ نے بخاری کی روایت کے مطابق کہ سیدنا علیؓ نے سچ ماہانہ سیدنا صدیق اکبرؓ
کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تھی کہنا جرم ہے مگر اس دلیل القدر انصاری صحابی سعد بن عبادہ کے
متعلق بار بار دہرات چلے جائیں گے کہ انہوں نے سرے سے بیعت ہی نہ کی تھی ان کے نزدیک
کوئی گناہ نہیں۔ سیدنا علیؓ کے متعلق کہنا کہ انہوں نے ہرمزان جوسی کے قاتل سیدنا
عبید اللہؓ کو بارہ سال بعد گرفتار کرنے کا حکم دیا جسے مقتول جوسی کے مسلمان بیٹے زعفرانؓ کے لئے
بقول طبری اللہ کے لئے معاف کر دیا تھا سخت تو ہیں ہے۔ مگر سیدنا عطاء اللہؓ کی تو یہ کہتے
چلے جائیں گے کہ انہوں نے اپنے شہر ابی رشتہ داروں کو عامل بنایا تھا حالانکہ سیدنا علیؓ کا
واقعہ صحیح ہے اور سیدنا عثمانؓ کے متعلق صریحاً بہتان تراشی کی گئی۔

سیدنا علیؓ کا نام نہاد نو مسلم جوسی و یہود قدامت عثمانؓ سے خلا مل گیا عین روح
اسلام ہے۔ مگر یہ بتا کر مردان صحابہؓ رسول کا سیدنا عثمانؓ کا سیکڑی ہونا بہت
بڑا جرم ہے۔ سیدنا علیؓ کا غزوہ تبوک کے موقع پر نبی علیہ السلامؐ کے حکم کے خلاف مدینہ
چھوڑ کر لاہر ہونا ان کا ایک عظیم گناہ ہے مگر سیدنا اذ النورؓ کا نبی علیہ السلامؐ کے ارشاد

کے مطابق سیدہ ذیہ الزہراء کی تیار داری کی وجہ سے بدر میں شامل نہ ہونا نہایت قابل اعتراض فعل ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک صحابی کی تشریف لے جانے پر عین اسلام میں اور دوسرے کے عین اسلامی افعال بھی ناقابل معافی قرار دیا گیا ہے؟ وہ سو سال سے یہودیوں کے گھمبڑوں کی گھسالی سے جو جھوٹے سکے ڈھیل ڈھیل کر ہمارے خزانے میں غلط ملط ہو کر ہمارے ہاتھوں تک پہنچے آ رہے ہیں ہم نے انہیں نہ صرف اسلحہ سمجھ لیا ہے اور مزاد مارنے ہماری چوچاں کی صلاحیتیں بھی سلب کر لی ہیں صحابہ کرام کے متعلق مسلمانوں کا ایمان یا بھیم اقتداسیم اھتداسیم کے مرکز کے گرد گھومتے ہوئے ہمارا کوئی نجات کا موجب بن سکتا ہے اور جس کے دل میں کسی صحابی کے متعلق ایک شخص اس کے ہزاروں حصے جتنا بھی بغض ہو گا وہ اسے جہنم میں لے جاتا ہے۔ سبب ہو سکتا ہے۔

صحیح واقعات بیان کرنے سے یہ نتیجہ کیسے اذکر کیا جاتا ہے کہ فلاں کے دل میں فلاں صحابی کے متعلق بغض پایا یا تا ہے اللہ تعالیٰ ایسی سچی سوچ سے اپنے امن میں رکھے۔ ایک سچا مسلمان اصحابیہ کا انجام ہوا ایمان رکھتا ہے اور اسے موجب نجات سمجھتا ہے یہ مسطور یہاں لکھنے کی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ شہادت ذوالنورین کے سلسلہ میں اکثر مقامات پر سیدنا عائشہ کا ذکر کیا ہے جس سے یمنی سبائیت لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات کے چھچھوے پھیل رہے ہیں۔ انہیں ایک رافضی کی تالیف الامامہ والی ایستہ کو ماضی قرار دے کر بھی ہوئی کتابیں تو عین اسلام نظر آتی ہیں مگر قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں مرتب کردہ شہادت ذوالنورین سے بغض علی کی کو محسوس ہو گئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

شہادت ذوالنورین پر ہر ملک ہجر کے اہم ترین جرائد کے تبصروں

ماہنامہ میثاق لاہور (دجولائی ۱۹۷۷ء)

اس کتاب کے مصنف جناب مولانا یحیٰ عفیض عالم صلیقی صاحب ایک صاحبِ علم شخصیت ہیں وہ عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخ کے موضوع پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی قلم سے بہت سی مفید کتابیں لکھی جا چکی ہیں جو شائع ہو چکی ہیں۔ اور ان کتابوں نے قبولِ عام کا مقام حاصل کیا ہے۔ ایک خاص گروہ نے اُمتِ مسلمہ کو تفرقہ میں ڈالنے کے لئے محبتِ اہل بیت کے نظریے کے تحت اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر یا فحش و عیوانِ خلقی را شہیدین حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی مسلسل کوشش کی ہے آج بھی یہ گروہ اپنے کام میں پہلے سے بھی زیادہ مستعد ہے۔ اس گروہ نے اپنے سب سے کم بدعت سے زیادہ حضرت عثمان ذوالنورین کی ذاتِ اقدس کو نبیایہ۔ زیرِ نظر کتاب اپنے عنوان کے لحاظ سے تو شہادت ذوالنورین سے نامزد کی گئی ہے اور اس میں زیادہ تر شبہاتِ ظن کی شہادت کے تحقیقی اسباب و علل کا اظہار کیا گیا ہے لیکن پوری کتاب کے بین السطور ان غلط اور گمراہ کن باتوں کا ابطال موجود ہے جن کا سبب اس کے کو ایک خاص گروہ امیر المؤمنین، امام عادل اور شہیدِ مظلوم حضرت عثمان ذوالنورین کے متعلق سوئے وطن پیدا کرنے کی مذموم حرکت کرتا ہے۔ شہادتِ عثمان کے کھن میں تاریخ کے صحیح اور حقیقی جزوہ خال سے واقفیت کے لئے اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ انتہائی مفید ہو گا۔

بہشت روزہ محمدؐ الدین (۱۶ جولائی ۱۹۷۷ء)

۲

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس درجہ کے انسان ہیں اور جس حیثیت کے مسلمان ہیں اس کے لئے قرآن وحدیث کے دلائل اتنے ہیں کہ ان کا جمع کرنا بھی شکنا ہے لیکن وہ ذاتِ اقدس جس سے لفظائے حدیث نبوی فرشتے شرم کھاتے تھے آج بدر، داور آزاد مہاشہ شرم نہیں کھاتے اور اس عظیم ترین انسان کو پڑا پھانے کو حقیقی "کافنام" دیتے ہیں تاہم مکمل فرعون کوسئی کے اصول کے پیش نظر سردار دہر زمانے میں ایسے لوگ موجود رہے اور ہیں جنہوں نے ہر طریق سے اپنی زلیغ وغلالت کا مقابلہ کیا اور ان کی پھیلانی ہوئی غلط فہمیوں کا پردہ چاک کیا۔

جناب حکیم فیض عالم صاحب سے صدیقی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں جو حق کے حمایت کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں۔ موصوفت جو اس سے قبل کئی ایک قبیلے کی ہیں لکھ کر اہل انصاف سے داد حاصل کر چکے ہیں نے اپنی اس تازہ کتاب میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار پر بڑی خوبصورتی اور تحقیق سے قلم اٹھایا اور فقہ سبائیت کی حقیقت کو اہل شرع کے لئے بقول بولس سلیم چشتی فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

ہم بڑے سے لکھے لوگوں سے گذارش کریں گے کہ وہ جماعتی اور گروہی تعصب سے الگ ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کریں بخدا کہ یہ کتاب ان غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث بن جائے

۳- ماہنامہ شمس الاسلام حیدرہ (اپریل ۱۹۷۷ء)

زیر نظر کتاب کا موضوع سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی شورش اور آپ کی شہادت کے اسباب پر درہ اٹھانا ہے۔ اس موضوع پر اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن سبا اور اس کے ساتھیوں نے امت مسلمہ کی ترقی نو کئے اور اس کو مبینہ کے لئے اندرونی خلقت سے دھجرا کرنے کی سازش کی خلافت کو منہم کرنے کے لئے عمال پر بے اصل الزامات عائد کئے اور عامۃ المسلمین کے اندر ایک عام بے بسی پیدا کرنے کی کوشش کی نتیجہً انہیں کچھ عذاب حاصل ہو گئے جن کی مدرسے انہوں نے مدینہ منورہ پر پرورش کی سیدنا عثمان غنی نے ان کے اعتراضات کا موکوت جواب دے کر انہیں دفاع کیا لیکن ان کے اوپر تو اور اتھانے کی شدت سے مخالفت کی۔ اس طرح انہوں نے اپنے حقوں دے دیا مگر مدینہ الرسول کی بے عزتی کی اجازت نہ دی۔

تاہم اسے صفت نے اس عام نقطہ نظر میں اتنا اضافہ کر دیا ہے کہ ان سبائیوں کو خود صحابہ کرام کے اندر متعلقہ بنوا گئے تھے حضرت فاروق اعظم کی شہادت بھی اسی سازش کا نتیجہ تھی۔ مگر اس وقت صحابہ کے اندر اس کو ناپید حاصل نہ تھی بعد کے چند رسالوں میں بعض اکا بر صحابہ بھی اس مشن سے وابستہ ہو گئے تو سازشی کھل کر سامنے آ گئے اور انہیں ہجرات مہجری کو قہر خلافت کو ہی محاصرہ میں لے لیں۔ چونکہ عمال کو مدینہ کے اندر سبائیوں کے ساتھیوں کی طاقت کا اندازہ نہ تھا اس لئے باہر سے وہ غلیظ کو کوئی مدد بھیج سکے جس کے نتیجہ میں سازشی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے صحابہ کے اندر کن لوگ اس تحریک کو قوت پہنچانے کا ذریعہ بنے اس سوال کا ہر اتنا باعث طور پر کہ تب سے نہیں ملتا لیکن اشاروں کنیوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض اہل اس کی ذمہ داری نبوا شتم اور خصوصاً حضرت علیؑ پر ڈالتے ہیں۔ اس دعوے کے ثبوت میں انہوں نے ریحہ کی کتابوں سے بعض شواہد بھی پیش کئے ہیں۔ لیکن زیادہ انہیں در واقعات سے استنتاج کا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اتنی بڑی بات کہنے کے لئے مضمون کو شواہد سے مدبر بدل کر کے کی ضرورت ہے۔ ورنہ ہر قاری شبہ میں پڑ جائیگا

حضرت عید اللہ کا پرنس نا حق قتل کے ضمن میں شمار نہیں کیا جاسکتا پھر
سیدنا عثمان کا بی بی طرے خون بہا اور نا قطعاً غلط ہے

مگر سیدنا علی ایک عجیبی نوعیت کا قاتل کوہر حال میں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اور
جب بس نہیں پتا تو وقت کے انتظار میں خاموش رہتے ہیں اور جب قاتلین عثمان
نام نہاد خلافت کا تاج ان کے فرقہ انور پر رکھتے ہیں تو وہ سب پہلے عید اللہ کی
گرفتاری کا حکم جاری کرتے ہیں۔ مگر عید اللہ کو اپنی موت بی والدہ سیدہ ام کلثوم
سبب علی اپنے باپ کے عذیبہ سے واقف ہو کر شام کی طرف بھاگ جائے گا مشورہ
دیجی ہیں۔ فیاض تبرہ نگار تو سیدنا عثمان کے قتل کے متعلق پوری کتاب پڑھ
جانے کے بعد شواہد کی تشنگی محسوس کرتے ہیں مگر یہ سلسلہ تو فاروق اعظم کی
شہادت تک جا پہنچتا ہے۔

۴۔ سیدنا حسن کو دھوکا کرتے ہوئے دیکھ کر سیدنا علی فرماتے ہیں۔ بیٹے ابھی طرح
دھوکہ کرو تو حسن عرض کرتے ہیں ابھی کل آپ نے ایک ایسے شخص کو عثمان کی کو
قتل کیا ہے جو مجھ سے بہت اچھا و ضرور تھا اور سیدنا علی اپنے بیٹے کا یہ کڑوا
جواب سنا صرف بہت کم کھڑکھاؤش ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں عثمان کی محبت
زیادہ عطا کرے۔ (ذکر رقیۃ الزہراء ص ۱۲۷) مولانا عبدالرشاد سابق صدر مدرس مدرستہ بینہ
میر چکھنے: ماہنامہ تعلیمی و تربیتی جلد ۱۲ شمارہ ۳۰۳۔ ۳۰۴ بابت ماہ اپریل دسمبر ۱۹۵۶ء ص ۹

۵۔ سیدنا ذوالنورین کے طلب کرنے پر سیدنا علی اپنے اور حبیب باقوں میں بھی پیدا ہوئی
تو تمام حاضرین نے واشگاف طور پر کہا کہ آپ ہی قتل عثمان کے ذمہ دار ہوں گے
اور آپ پر سنا کر اپنے غصہ کو برداشت نہ کر سکتے اور وہاں سے شریعت سے گئے۔
مزید شواہد اور نظائر کے لئے سیرت صدیقہ کا مائٹ کا مطلق اعتراض ہی ہے۔

استدلال:-

اس صورت میں بعض نامہ سمجھ قسم کے افراد شاید یہ کہیں کہ سیدنا علی کا مقام کیا
رہ جاتا ہے ان کی نظرس حقیقت تک نہیں پہنچ سکی کہ عصمت اور جبریت اور سیما بیت

لیکن فیاض مصنف کا ہوا ہونے میں شاید مشکل محسوس کرے۔ کتاب میں ضمنی طور
پر شریعت کی وسیع کاریوں کو خوب بے نقاب کیا گیا ہے۔ حاشیوں سے معلومات میں مل
ہوتا ہے۔ کتاب کا پیش لفظ پروفیسر یوسف ساجیم چتی کے قلم سے ہے۔
مجموعی طور پر کتاب اچھی ہے اور سوچنے کا مواد فراہم کرتی ہے۔

جائزہ ۱۸:-

فیاض تبرہ نگار نے لکھا ہے کہ مصنف شہادت عثمان کی ذمہ داری
بنو ہاشم اور خصوصاً حضرت علی پر دالتے ہیں اور واقعات کا اظہار استنتاج
پر ہے اتنی بڑی بات کہنے کے لئے مضمون کو شواہد سے مزید بدل کرنے
کی ضرورت ہے۔

یہاں چند باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ فہم نکتہ خاٹا نکتہ علی نقضہ کی روش میں صاحب بھیرت اصحاب کو دعوت فکر
دیتا ہوں کہ قاتلین عثمان کی سرچشہ کا کیا مطلب؟

۲۔ اکثر کے لئے یہ فرماتے کہ کیا مطلب کہ اکثر میرے لئے ایسا ہے جیسا میں ہی
عبد السلام کے لئے تھا۔ اس کا نا رضگی کے بعد اسے خوش کرنے کی کیا ضرورت
تھی۔ اور اس کی موت پر میرے کہنے کا کیا مطلب؟ کیا سیدنا علی اس بات سے
بے خبر تھے کہ اکثر اور اس کے ساتھی ہی عثمان کے قاتل تھے۔

۳۔ ذرا نظر کو دوڑ لے جائیے اور دیکھیں کہ ہرمزان مجوسی کے قاتل عید اللہ بن عمر کو
ہرمزان کا ولی الدم اس کا بیٹا قاتل جو سچا مسلمان تھا بقول طبری قتلہ
اللہ کی خوشنودی کے لئے معاف کر دیتا ہے۔

۱۔ اس مقام پر اس بات کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے یعنی جو لوگ بہکتے
ہیں کہ سیدنا عثمان نے اپنے مال سے ہرمزان کا خون بھا اور اکر کے عید اللہ
کو آزاد کرایا تھا وہ بالکل غلط ہے۔ اول تو ایک غلام کے قتل کے قصاص
میں ایک آزاد آدمی کو اس کے قصاص میں قتل ہی نہیں کیا جاسکتا دوسرے

دوسرے سیدنا حاطب سے جو فعل سرزد ہوا تھا وہ قابلِ گردن زدنی تھا۔ اور سیدنا
بارق اعظم کو یہ کہہ کر منع فرمایا گیا کہ غلبہ تم نہیں جانتے کہ یہ بدری ہے۔
اگر ایک عام صحابی کا بدری ہونا اس کی تمام لغزشوں کا کفارہ ہو سکتا ہے تو سیدنا
علیؑ جیسے بلند مرتبہ صحابی کا جو عشرہ بقرہ میں بھی شامل ہوا۔ اصحابِ شجرہ میں بھی شامل
ہو۔ نبیؐ کا داماد بھی ہو اس کے جنتی ہونے کی بنا پر تو بھی موجود ہوں۔ ان سے اس قسم
کی لغزشوں کا صدور ہرگز ہرگز ان کے مقام صحابیت میں کسی کا موجب نہیں ہو سکتا
صحابیہ انہم سے اس قسم کی لغزشوں کا صدور ایک نبیؐ اور ایک امتیؑ کے درمیان ایک قسم کی
حد حاصل ہے۔ یعنی نبیؐ معصوم ہے مگر کوئی امتیؑ معصوم نہیں ہو سکتا۔ ناخفہ نقد:

۴۔ ہفت روزہ چٹان (۵ جولائی ۱۹۷۹ء)

مسلمانوں کے خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیات طیبہ کے بارے میں
تحقیقی مواد نہ ہونے کے برابر ہے حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر تو خود رسول اکرمؐ حسد
مصطفیٰ ہی نے دی ہے لیکن انہیں بے گناہوں نے جس طرح اس دن تک محصور کر کے
بھونک اور یا اس سے تڑپا تو پاکر شہید کیا اس کی مثال پوری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی
یہ اور بھی آتہا فی کربناک بات ہے کہ کسی کو سیرانِ حیکر محصور کر کے شہید نہیں کیا گیا
بلکہ انہیں دار الحکومت میں ہی شہید کیا گیا۔ اور اس وقت حضرت علیؑ صرف زندہ تھے بلکہ
اتحاد اور نصیحت کو چھوڑ رکھے تھے حضرت عثمانؓ فرماتے: اور خود حضرت رسول اکرمؐ مصطفیٰ
فی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام پر اجماع کیا۔ اسلام کا توفیق دے دیا اور
پھر ایک دورا کر رسول اکرمؐ نے اپنی حقیقی بیٹی سیدہ زینہؓ کا نکاح اپنے اسی جان نثار حضرت
عثمانؓ سے کیا۔ پھر مدینہ حضرت زینہؓ کا انتقال ہو گیا تو سوراگانات نے اپنی دوسری بیٹی
سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا۔ اس طرح حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ (دور دلوں
کہاں تھے۔

فاضل مصنف محترم حکیم فیض عالم صدیقیؒ نے اپنی اس کتاب میں نہایت تحقیق
کے بعد واقعات کی نقاب کشائی کی ہے۔ اور جو کچھ اصل تاریخ حقائق کا جنا چاہتے ہیں اور اسلام
کے ابتدائی دور میں ہونے والی سانچوں کا اجمالی خاکہ معلوم کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ
کتاب عظیم بہرِ ثبات ہوگی۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی آگھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر
اس کا مطالعہ کرے۔ اسے خود معلوم ہو جائے گا کہ یہودیوں اور ان کے اجدادوں کے آج
ہر مسلمان قوم کو کس طرح تاریخی وجہالت کے گڑھے میں پھیل کر رکھا ہے ہم اس اگلی باب
اور محنت شاقہ پر فاضل مصنف حکیم فیض عالم صدیقیؒ کو بہرِ تبریک پیش کرتے ہیں۔

لہ: تعلیقہ ذوالنورینؓ از مولف:۔ ذوالنورینؓ کا عام مفہوم و مطلب صرف اس قدر
ہمارے سامنے پیش کیا جاتا رہا کہ سیدنا عثمانؓ کو اس لئے ذوالنورینؓ کہا جاتا
ہے کہ بعد کے حضور صادق و مصدوق کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح
میں آئیں اگر صرف اسی فضیلت کی وجہ سے سیدنا عثمانؓ ذوالنورینؓ کہا جاتا ہے تو
سیدنا ابی العاصیؓ بن ربیع اور سیدنا علیؑ بن عبد مناف کو بھی ذوالنور کے
القاب سے مقلد کیا جانا چاہیے تھا۔ گو یہ بھی ایک وجہ فضیلت ضرور ہے مگر
قرآن نے کسی مقام پر کسی مغیرے سے رشتہ داری کو وجہ فضیلت قرار نہیں دیا
سیدنا عثمانؓ کو ذوالنورینؓ کہنے کی وجوہات اپنے اندر چند اور اہم ترین حقائق
سنبھلے ہوئے ہیں۔

- ۱۔ آپ نے لوجہ اللہ و بارِ رحمت فرمائی ہجرت حبشہ کے موقع پر نبیؐ علیہ السلام
نے فرمایا کہ حضرت لوطؑ کے بعد عثمانؓ کو ہی یہ شرف عطا ہوا ہے کہ کس نے
محبوبی کی ہجرت فرمائی ہے۔ دوسری ہجرت، مدینہ کی ہجرت تھی۔
- ۲۔ سیدنا عثمانؓ دو اہم ترین مواقع پر موجود ہوئے کہ باوجود موجود قرار
دیتے گئے بغزوہ بدر کے موقع پر حضور خاتم المعصومینؐ کی صاحبزادی
سیدہ زینہؓ پر بیاہر تھیں اور با حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ذوالنورینؓ

کون کی تیار داری کے لئے کھرہ بننے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی اور اس سے
بہر کے مال شہیت سے انہیں باقاً بقاء حصہ دیا تھا۔ اسی طرح بیعت
رضوان کے موقع پر سیدنا عثمانؓ موجود تھے بلکہ وہ بیعت ہی آپ کے خون کے
قصاص کے لئے کی گئی تھی بیعت کے وقت آنحضرتؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو
سیدنا ذوالنورینؓ کا ہاتھ چڑھ کر خود ہی ان کی طرف سے بیعت کی گویا یوم
الفرقان اور بیعت رضوان کے موقع پر موجود نہ ہونے کے باوجود آپ کو
موجود اصحاب کے زمرہ میں شمار کیا گیا۔

۴۔ نور صدیقیت اور شہادت کا عجیب امتزاج آپ کی ذات اقدس میں
موجود تھا۔

۵۔ آپ کی خلافت کے پہلے چھ سال خلافتِ فرائقی کا نمونہ تھے اور آخری چھ سال میراث
علیؑ کی نام نہاد خلافت کے انداز پر گویا ان دو خلافتوں کے پرتو کا مرقع ہونے
نے آپ کو فرائضِ نبویؐ بنا دیا۔

۵۔ فتوحات کے لحاظ سے آپ کی خلافت کے پہلے چھ سال سکندر ذی القرنین کی
فتوحات کے مثیل تھے اور آخری چھ سال اصحابِ کہف کی زندگی کا نمونہ تھے۔
سورہ کہف کے ان دو واقعات کے برعکس عجیب مماثلت آپ کی ذاتِ
اقدس میں جمع ہو گئی تھی۔

۶۔ آپ کی ذاتِ صدیقِ اکبر کی سخاوت و عہدیت اور فاروقِ اعظم کی فتوحات
اور ردِ ینانہ انداز کا عکس میں ملتی تھی۔

غرضیکہ آپ کی ذاتِ اقدس مجموعہ حسنات و کمالات تھی جس میں متعدد دو
قسم کی صفات کی یکجا بیٹی نے آپ کو عالمِ ارضی سے عرشِ عظیم تک کی فضاؤں
کی مخلوق نے ذوالنورینؓ کے نام سے جانا، پہچانا اور پکارا۔

۷۔ آپ وہ مدھی ہی نہیں جن کے متعلق قیامت تک محرابِ دمہر سے فضا نے
لبیب میں کاں اٹھایا والا ایمان کے نعرے کو گونجتے رہیں گے۔

اور لیب ہوتے ہیں ذوالنورینؓ !!

۵۔ سہفت روزہ الاسلام گوجرانوالہ (۳۰ اپریل ۱۳۸۷ء)

محقق شہید جناب حکیم حسین علیؒ عالم صدیقیؒ ہماری جماعت کے بانیہ از اہل قلم ہیں
تاریخ و سرچران کی بڑی گہری نظر ہے۔

اختلافِ امت کا المیہ حقیقتِ مذہب شیعہ۔ مقامِ صحابہؓ۔ واقعہ کربلا۔

بناتِ الرسولؐ اور عترتِ رسولؐ صبیحہ محققہ، کتابیں لکھ کر اہل شیعہ کی صفوں میں نازلہ
بیراگہ دیا ہے۔ اختلافِ امت کا المیہ میں آپ نے قدامتِ اہلِ حدیث کے علاوہ ذرا بیانیہ

کی مکمل تاریخِ سمودی ہے۔ اور مزائیت، نقبہ الکبارِ حدیث کے ساتھ ساتھ مکمل کلام کا
خوب پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب شہادتِ ذوالنورینؓ بھی ان کی تحقیق و کاوش
کا بہترین مرقع ہے۔ مکتبہ عزیزیہ کے منظم حافظہ عزیز الرحمن صاحب مبارکباد کے حقوق
پس کو انہوں نے مولانا صدیقی صاحب کے رشتہاتِ فکر کو خوبصورت انداز میں شائع کرنے
کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت کرے اور مولانا صدیقی صاحب
کی سعی و کاوش کو قبول فرمائے (شہادتِ ذوالنورینؓ کا دوسرا ایڈیشن جو اس وقت
تقدیر کے زیرِ نظر ہے شہانِ الہدیث میں شائع کجرات کے اہتمام سے شائع ہو رہا ہے
”ناما شہر“)

بول تو اسلام کی تاریخ میں خونِ شہداء کی رنگینی اور حادثاتِ فاجعہ کی کمی نہیں
لیکن حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اس قدر درناک ہے جس کی مثال
پوری تاریخ میں نہیں ملتی حقیقت میں یہ عالمِ اسلام کا سب سے بڑا المیہ ہے عصمت و
عفت، خرم و حیا کے بے مثل انسان جن کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ عثمانؓ بہتر حیا دار ہیں ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اسی دقیق رسولؐ کا
مفسدین نے کم و بیش چالیس روز تک معاملہ نہ کئے رکھا جسے غصہ میں آپ کے قتل کے منصوبہ
مکمل کر چکے تھے۔ تو آپ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اسے لوگو! آخر کس مجرم

میں تم میرے خون کے پیاسے ہو، نہایت اسلامی میں کسی شخص کے قتل کی تین ہی صورتیں ہیں۔ اس نے بدکاری کی جو تو اسے سنگسار کیا جاتا ہے۔ اس نے قتل عمد کیا ہو تو وہ قصاص میں مارا جاتا ہے وہ مرتد ہو گیا ہو تو اس انکار پر اسے قتل کیا جاتا ہے۔ تم اللہ کے لئے تباہ کیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے۔ کہ تم مجھ پر بدکاری کا الزام لگا سکتے ہو کیا میں رسول کے دین سے پھر گیا ہوں۔ سنو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد رسول اللہ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی تمہارے پاس میرے قتل کی وجہ جواز باقی ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان دردناک الفاظ کا کسی کے پاس بھی جواب موجود نہ تھا۔ لیکن پھر بھی مفسدین کے دلوں میں خوف خدا پیدا نہ ہوا اور مفسدین کی جماعت اپنے ناپاک ارادوں پر قائم رہی اور حضرت عثمان کے خون سے قرآن کو گینک کر کے ہی ستم یہ کہ اب بھی حضرت عثمانؓ پر طرح طرح سے سترافرت کئے جاتے ہیں۔ ان کا کافی دستک جواب اس کتاب میں موجود ہے۔ ایسی کتابوں سے دور رہو اور کئی لائبریری کی خالی نہیں چاہئے۔

۴۔ ہفت روزہ الاعتصام (۱۸ جون ۱۳۴۷ء)

ترجمہ کتاب شہادت ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں محقق پے نظریں ہے بے نظیر تحقیق کے ساتھ لکھی ہے سیدنا عثمانؓ کی شہادت عالم اسلام کا وہ المیہ ہے جس کے گھاؤ کی ٹیس قیامت تک محسوس کی جاتی رہیں گی مصنف صاحب نے نہایت محققانہ انداز میں آپ کی شہادت کے ان پوشیدہ گوشوں کے چروں سے نقاب کشائی کی ہے جو تمام تاریخوں میں موجود ہونے کے باوجود انتہائی چابکدستی سے مسافروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔

اس کتاب کو پڑھنے سے دو رنگی کم ہو جاتی ہیں کہ خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کو چاہیں دن تک مجھ بھر رکھنے کے لئے کس سیدری سے قتل کیا گیا۔ اور باغیوں کے خوف و ہراس کی وجہ سے حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جہاں سے میں شریک نہیں ہوئے ان کے جنازے میں سولہ افراد نے شرکت کی اور حضرت عثمانؓ کو باغیوں کے خون سے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس موضوع پر سچی نوعیت کی ادبیت تالیف ہے اور مصنف صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پوشیدہ گوشوں کو یکایک کے عظیم خدمت انجام دی ہے۔ تاریخ اسلام کے ہر طالب علم کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے (صلاح الدین ندیم)

الاعتصام دہم کتاب کی ”حقیقتات“ سے ادارہ ”الاعتصام“ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

استدراک :- اس صورت میں جبکہ اہل سنت کے تمام فرقوں کے اکابرین نے اس ”تالیف پر اپنے جائز میں بیٹوں تاہدی بھرے کلمے میں ایک سیکڑوں قد آور و بنی شخصیتوں نے تولدت کی اس کاوش کو بیحد زور و لطف الفاظ میں سراہا۔ اور محنت کی داد دی ہے ادارہ الاعتصام کے عدم اتفاق کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ اس نے خواہ مخواہ اپنے لئے جگہ مہنسا کی مسلمان بہم پہنچا

ہے۔ یہی سچی سچ سے اللہ تعالیٰ بنی بناہ میں رکھے، شاید دارال
الاعتصام کے پیش نظر اپنے اکابرین کے اقوال ہوں چنانچہ دیکھتے فتاویٰ غنائہ
جلد ۱۱ طبع لاہور۔ اور فتاویٰ مذہبیہ جلد ۳ صفحات ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸۔ فتاویٰ مذہبیہ
جلد ۳ ص ۴۴۰ پر تو یہاں تک لکھا گیا ہے کہ اگر ایک ہی جگہ حضرت علی اور حضرت
معاویہ کا ذکر کرے تو (حضرت) معاویہ کو حضرت نے دکھا جائے۔

دین میں شخصیت پرستی — دین کے لئے قسم قسم کی تباہی اور ہر شخصیت پرستی
جب جہدِ غلو سے بھی بڑھ جاتے اور انسان حق و صداقت کے انہار کو مصلحت
وقت اور مداخلت کی مذکر کر دے تو سوائے الامان کے کیا کیا جاسکتا ہے۔
ادارہ الاعتصام اپنی افتاد طبع کے باعث درست نظری کا ترک پالنے سے ہمیشہ
قاصر رہا۔

جائزہ :-

فاضل تبصرہ نگار کا یہ خیال درست نہیں کہ سیدنا ذوالنورینؑ کو یہودیوں کے قہرستان
میں دفن کیا گیا تھا۔ آپ کو اپنے ذاتی ملوک یا بیچہریش کو کعب یعنی چھوٹوں کی چٹاواڑی
میں دفن کیا گیا تھا۔ یہ باغیچہ حبیب المبعیث کے ایک کوٹے میں واقع تھا۔ جسے بعد
میں جنت المبعیث میں شامل کر دیا گیا۔ جیسا کہ آج تک موجود ہے۔

یہودیوں کو سیدنا ذوالنورینؑ کی شہادت سے ۲۸-۲۹ سال پہلے مدینہ سے خارج
کر دیا گیا تھا۔ اس وقت مدینہ میں یہودیوں کا کوئی قہرستان موجود نہ تھا۔ ان کی قبریں
اگر کہیں تھیں بھی تو ۲۸-۲۹ سال کی مدت میں ملیا میت ہو چکی تھیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

از قلم جناب پروفیسر **لوہیت** **سید حبیب** **حسینی** **الحسینی** شارح کلام اقبالؒ

اس میں کوئی شک نہیں کہ محترمی حکیم فیض عالم صدیقی صاحب نے شہادت،
سیدنا عثمانؓ ذوالنورینؓ، لکھ کر بہت بڑی دینی اور علمی خدمت انجام دی ہے۔
اگر پاکستانی مسلمانوں میں ذوقِ تحقیق ختم نہ ہو چکا ہوتا تو عوام اور خاص دونوں
اس کتاب کو حیران نہاتے اور مصنف کی قرار واقعی حوصلہ افزائی کرتے مگر۔۔۔
آہ محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق

فاضل مصنف نے اپنے مقدمے یا "وجہ تالیف" میں یہ بات بالکل صحیح لکھی
ہے کہ :-

"بعضی نظریات جس جا کدورت سے ترہ صدیوں سے اہل سنت کے اذعان و تلوہ
کو مسموم کر رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر علماء اہل سنت کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنے درمیان
رفیع نسب، باہرین، رفیع یدین، آئین باہر جیل فردی اختلافات کو نظر انداز کر کے اس فتنہ
عظیم سے اُمت کو آگاہ کرتے اور اس کے ازالے کے لئے مستعد ہو کر کوشش کرتے
مگر اسوس کہ علماء کی اکثریت اپنے فردی اختلافات، برائے تمام علمی کاوشیں اور ذہنی
صلاحتیں ضائع کرتی چل آ رہی ہے اور اہل فتنہ کی طرف سے شتر مرث کی طرح اپنی
آنکھیں بند کر کے بیچتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام الناس رعایتہ المسلمینؓ پرستی
دنیا کی تیار کردہ شرک و بدعت کی گتھوں میں کودتے چلے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔
غضب خدا کا سنی علماء و اہل سنت کے سیکڑوں عالمین مجتہد و دستار، اغبیار کے سرور
میں سر مل کر انہی کا شاگ الاپ رہے ہیں۔"

مختصری صلیقی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے یہاں صرف ایک شاذ پیش کرتا ہوں۔ عید کا مختصری صلیقی صاحب نے بھی لکھا ہے۔
 مسینوں کے سراج شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی مرحوم متوفی ۱۲۹۸ھ
 جانشین مجدد عصر شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم اپنی تفسیر بارہ نعم میں لکھتے ہیں۔
 ”رسول اللہ نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے،
 قارئین اس جملی اور جہتی روایت کے معانی پر غور کریں اور خود فیصد کریں کہ جب
 شاہ عبدالعزیز جیسے سنی عالم نے اس روایت کو اپنی تفسیر کے زینت بنانے میں کوئی تاویل
 نہیں کیا تو عوام شرک کی کس بستی میں پڑے ہوئے ہوں گے۔
 تعجب ہے کہ شاہ صاحب نے اس جہتی روایت کو رد کرتے وقت اتنا بھی نہ
 سوچا کہ اگر علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے تو اس پر ایک طالب حق حبیب
 اعتراضات کر سکتا ہے۔“

۱۔ اگر حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے تو صاحب موصوف محبوب ہوئے
 یا نہیں؟

۲۔ اگر نہیں ہوئے تو کیوں نہیں ہوئے؟

۳۔ اور اگر ہوئے تو دو معبود ہو گئے یا نہیں؟

۴۔ حضرت صدیق اکبرؑ یا جماع اُمت، حضرت علیؑ سے بزرگ ترین بلکہ افضل الصحابہ
 ہیں تو حضرت صدیق اکبرؑ کی طرف دیکھنے کا کیا ثمر ہوگا؟

۵۔ آنحضرت صلعم صدیق اکبرؑ سے بھی بزرگ تر بلکہ افضل الناس اور افضل الانبیاء
 ہیں۔ تو آپ کے چہرے کی طرف دیکھنے کا ثمر کیا ہوگا؟

۶۔ بغوائے روایت مذکورہ حضرت صدیق اکبرؑ کی تحقیر و حقارت ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں
 ہوئی تو کیوں نہیں ہوئی؟

۷۔ اگر ”ال نظر الخی وجہ علیؑ“ عبادت ہے تو یہ عبادت خود آنحضرت صلعم کی
 یا نہیں؟ اگر کی تو شرک صلی لازم آیا یا نہیں؟ اور نہیں کی تو ترک واجب لازم آیا یا نہیں؟

۸۔ اس حدیث یا ارشاد رسولؐ پر کس کس صحابی نے عمل کیا؟

۹۔ اگر نہیں کیا تو ترک اولیٰ لازم آیا یا نہیں؟ نیز اہانت ارشاد رسولؐ ہوئی یا نہیں؟

۱۰۔ اللہ پر یہ اعتراض لازم آئے گا کہ حضرت علیؑ کو وفات دیکر اس نے لاتعداد مسلمانوں
 کو عبادت سے محروم کر دیا۔

۱۱۔ آنحضرت صلعم نے اس عبادت سے متنع فرمایا یا نہیں؟ اگر نہیں تو ترک اولیٰ لازم
 آیا۔ اور اگر فرمایا تو یہ فعل شرک ہوا یا نہیں؟

۱۲۔ حضرت علیؑ کو یہ مقام کب حاصل ہوا کہ ان کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت
 بن گیا؟

نوٹ: رفی الحالی یہ بارہ اعتراضات وارد کئے ہیں ان کے علاوہ اور اعتراضات
 بھی ریزرو اسٹاک میں محفوظ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ علمائے اہل سنت کی اس شرک نوازی اور علیؑ پرستی کو دیکھ کر یہ
 مصرعہ بے ساختہ زبان پر آ جاتا ہے۔

جو کھرا ز کعبہ پر خیزد کعبہ نامہ مسلمانی

یہی وجہ ہے کہ آج ہندو پاکستان کے ۵۰ فیصد مسلمان حضرت علیؑ کو
 ”مشکل کشاء“ یقین کرتے ہیں اور ہر مصیبت کے وقت اللہ کے بجائے انہیں پکارتے
 ہیں۔

مختصری صلیقی صاحب نے یہ کتاب کعبہ کر خزن کفایہ انجام دیا ہے۔ مجھے یقین ہے

اس کتاب کے مطالعہ سے سنی مسلمانوں پر سید الشہداء امام مظلوم حضرت عثمان
 غوامیؓ کا مقام بھی واضح ہو جائے گا اور ان کی دینی خدمات کا کچھ اندازہ بھی ہو جائے گا

مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی خرافی صحت کی وجہ سے اس کتاب کی خوبیوں پر
 بالاعتیاب مقررہ نہیں کر سکتا اس لئے اس قول حق پر اکتفا کرتا ہوں کہ صدیقی صاحب

نے تمام طالبان حق کے لئے راہ تحقیق ہموار کر دی ہے اور وہ یہ بات بلا خوف تردید
 کہہ سکتے ہیں۔ صلائے عام ہے یا ران میکدہ کے لئے

کیا عجب کہ یہ کتاب کسی حق پیر و ہر وہ کے دل میں تحقیق مزید کا داعیہ پیدا کر دے اور عامۃ المسلمین حقیقت حال سے آگاہ ہو سکیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترمی صدیقی صاحب کو عاصدین کے حسد اور معاندین کے عناد سے محفوظ رکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں انہوں نے جس غیرت ایمانی کا ثبوت دیا ہے وہ اس مردہ قوم کے علماء و صوفیاء دونوں کے لئے سرمہ عبرت ہے۔ احقاق حق کے سلسلے میں انہوں نے تنہا عرصہ دراز سے کمر باندھ رکھی ہے اور اس سلسلے میں وہ کئی کتابیں نامساعد حالات کے باوجود شائع کر چکے ہیں مثلاً حقیقت مذہب شیعہ "واقعہ کربلا" "مقام صحابہ" "نبات الرسول" اور "عترت رسول"۔

میں اپنے صدیقی محترم کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مفصل تبصرے کے لئے جس فرصت اور یکسوئی کی ضرورت ہے وہ نہ مجھے اس وقت حاصل ہے اور نہ عنقریب حاصل ہونے کا کوئی امکان ہے اس لئے وہ مجھے معذور سمجھیں اگر میں نے ان چند سطور پر اکتفا کیا ہے۔

آخر میں قارئین کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے کتاب کا مسودہ بالاستیعاب پڑھا ہے اور میں اس کی افادیت کا بصیم قلب معترف ہوں۔ انشاء اللہ قارئین کو اس کے مطالعہ سے بہت نفع ہوگا۔ بلکہ ان کا ایمان تازہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو شہ درالدہور سے محفوظ رکھے اور اس کتاب کو قارئین کے لئے نافع بنائے۔ ع۔ ای۔ دھما از من داد جبکہ جہاں آئیں باد

۱۹-۱۱-۷۵۔ یوسف علی حسنی الحسنی

پہلے ایڈیشن کے بعد پانچ کتابیں شریعتیہ سلطان شہید، امیر المؤمنین امیران بن الحکم مشکوٰۃ المصابیح جلد ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳

* عصمت و عفت اور شرم و حیا کے اس بے مثل انسان کے حضور میں جس کے متعلق خاتم النبیینؐ نے فرمایا: عثمانٌ حیّ شعی منہ المملکۃ (رواہ ابی عکبر) عثمانؓ بہت حیا دار ہیں ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

ان اشدٰ هذه الامة بعد نبیہا حیاء عثمان (رواہ ابولعیم)
نبی کے بعد اس اُمت میں سب زیادہ حیا دار عثمانؓ ہیں عثمانؓ لیجیہ المملکۃ وجہن جیش الحسرت اللہ مدار الحق معہ حیث دار (رواہ الترمذی) عثمانؓ سے فرشتے حیا کرتے ہیں اس نے حبشیں عمرت کاسانان کیا اور ہماری مسجد کو فراخ کیا یہاں تک کہ وہ ہمارے لئے کافی ہوگئی *۔ اس نصیبور کے حضور میں جس کے متعلق شافعؒ نے فرمایا:۔

عثمان بن عفان وہی فی الدنیا والاخرۃ (رواہ ابولعیم)

عثمانؓ بن عفان دنیا اور آخرت میں میرے دوست ہیں۔

* اس بلند مرتبہ خوش نصیب مشربہ الجنبہ کے حضور میں جس کو آنحضرتؐ نے اپنا کفو فرمایا۔

* نبی علیہ السلام کے اس محبوب و داد کے حضور میں جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا عثمان ام کلثوم الابحی من السماء (طبری) میں نے عثمانؓ کا نکاح اُم کلثومؓ سے نہیں کیا مگر سبب وحی آسانی کے۔

* حجت میں نبی علیہ السلام کے اس رفیق کے حضور میں جس کے متعلق ارشاد ہے لکل نبی رفیق فی الحیۃ ورفیق فیہا عثمان (رواہ الترمذی) ہر نبی کا حجت میں رفیق ہے اور حجت میں میرا رفیق عثمانؓ ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم وتب علينا انک انت التوا الرحيم

جیکم فیض عالم صریحیہ راجد دقت

وجہ تالیف

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بظاہر مسلمان تین گروہوں میں بٹ گئے۔ اہل سنت والجماعت، اہل تشیع اور خوارج۔ تیسرے گروہ کا ظہور مصر کے صفین کے دوران ہوا اور گاہل تشیع کا ظہور بھی اسی دوران میں ہوا اور وہ لوگ کھل کر بہت بعد میں سامنے آئے مگر اس گروہ کی بنیاد سیدنا فاروق اعظمؓ کی فتوحات ایران کے دوران میں جولو اور نہادند کے مجموعی غلاموں کے ہاتھوں رکھی گئی ان لوگوں کی سازش فروز کو جو ہوس کی شکل میں سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کا سبب بنی۔ اہل بنی حکومت کے بقتہ السیف جہناؤں، ہرزباؤں اور مارا درڑ سا کے دلوں میں اپنی شہنشاہی کی تباہی کا بیڑا صدمہ تھا۔ اور وہ اس صدمہ کو آج تیرہ چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود نہیں بھولے۔ اس وقت وہ صدمہ تازہ تھا اور وہ ہر ایسا کام کر گزرنے کے لئے تیار تھے جس سے ان کے نفیض و عناد کے جذبات کو کسی حد تک تسکین ملتی۔

فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد سیدنا ذوالنورینؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سال بظاہر امن کے نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں اندر اندر ان لوگوں کے نفیض و عناد و عداوت کے جذبات میں کھد کھد جاری رہی یہاں تک کہ عبداللہ بن سباؓ جیسا یہودی شاطھی ایک نئے انداز سے اسلام کے خلاف سازشوں کے تانے بانے تیار کرنے میں مشغول ہو گیا۔ واقعات کا سیاق و سباق اور اسباب و علل کا مالدو ما علیہ ان اموی طرٹ رہا تھا کرتا ہے کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت بھی سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کی ایک کڑی سحی۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہ لوگ کھل کر سامنے آ گئے اور سیدنا علیؓ کو گھیر گھا کر خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ آپ کے ہاتھ پر حجت خلافت کرنے کے بعد تین لاکھ کو انہوں نے اپنی تحریب کا راز سرگرمیوں کے لئے ناموافق سمجھ کر سیدنا علیؓ کو آمادہ کیا کہ کوڑ کو دار الخلافہ بنایا جائے چونکہ کوڑا بی سازشوں کے پتنے کے لئے موزوں مقام تھا۔ سیدنا علیؓ کی خطبات کا اگر کچا بیج کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی خلافت

کا تمام زمانہ لوگوں سے نالایق رہے اور آخر ان لوگوں کے ہاتھوں ہی مصلحتِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے لیے سیدنا حسنؑ نے ان لوگوں کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد خلافت کا پتھر جویم کھوپڑیہ بنا۔ آپ کی مومنانہ فراست نے خوب سمجھ لیا تھا کہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر کوئی کام نہیں کیا جاسکتا اور ان کو سیدھا کرنے کے لئے سیدنا معاویہؓ سے بہتر تمام عالمِ اسلام کوئی انسان موجود نہیں ہے۔ سیدنا حسنؑ کی یہ فراست نبیؐ کی پیشگوئی کی تعبیر تھی۔ اگرچہ سیدنا معاویہؓ نے سبائے کفر کے کسبِ نکل کر رکھ دیئے، مگر حسینؑ و عزیٰ بنِ مہملک میں یہ لوگ نہ زمین اپنی تخریب کا راز نہ سرگرمیوں میں مصروف رہے وقت موعود پر معاویہؓ بھی اللہ کو پیار سے ہو گئے اور حسنؑ بھی۔ اب سیدنا امیرِ مہمیز مدبرِ آراء نے خلافت تھے۔ یہ لوگ تبدیلیِ خلافت کو ایک نیک مشکون سمجھ کر سیدنا حسینؑ کو گھیرنے میں کامیاب ہو گئے اور آخر کربلا کا سانحہ ولد و زار واقعہ حکرِ خراش پیش آیا۔ یہاں پہنچ کر یہ لوگ واضح طور پر شیطانِ علیؑ کے نام سے منفعتِ شہود پر نمودار ہوئے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نہ تو اس وقت یہ لوگ متبدلانِ علیؑ تھے نہ اب ہیں۔ اس وقت بھی اسلام دشمن سرگرمیوں میں نہما سکتے اور آج بھی اسی دگر پر رواں دواں ہیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کے تمام عقائد جو مس و مہود کے عقائد کا چہرہ ہیں۔ وہ اسلام جو نبی علیہ السلام نے پیش کیا تھا اس کی ایک بات بھی ان کے دین میں موجود نہیں۔ میں نے ان سطحوں میں جن امور کی طرف اشارات کئے ہیں ان کی حقیقت یا التفصیل بالوضاحت اور مدلل طور پر میں اپنی سابقہ تالیفات حقیقتِ مذہبِ شیعہ، مقام صحابہؓ، بنات الرسولؐ، عزت رسولؐ اور واقعہ کربلاؑ میں بیان کر چکا ہوں۔

اگر بات یہیں تک نہ جاتی یعنی یہ لوگ اپنے خود ساختہ نظریات کے مطابق یا اپنے روحانی اب و جد کے عقائد کے مطابق اپنی تیار کردہ دینی دنیا میں جو چاہتے کرتے تو ہمیں ان کے حالات اہل سنت کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوتی مگر بات بہت آگے بڑھ چکی تھی۔

ان لوگوں نے بظاہر نبی علیہ السلام اور تین چار صحابہؓ کے علاوہ آج تک کسی

کو معاف نہیں کیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام اور ان تین چار صحابہؓ کو بھی معاف نہیں کیا بلکہ ان کی زبان میں اللہ کو بداء ہوتا ہے محمد رسول اللہؐ پر سبیلِ غلطی سے قرآن لائے اصل میں قرآن علیؑ پر نازل ہوا تھا۔ مگر یہیں ان کے ان نظریات پر کسی کوئی اعتراض نہیں تھا جبکہ وہ اپنی بد زبانوں کو اپنی محفلوں تک محدود رکھتے۔ مگر ان کی غلطی نہ سرگرمیوں نے اہل سنت کی جاہل اکثریت کو اپنے بچوں میں جکڑ کر ان کے عقائد میں ختمہ اندازی کی ہے۔ اس صورت نے مجبور کر دیا کہ ان لوگوں کے حالات بیان کر کے اہل سنت کے جاہل طبقہ کو ان غلط فہمیوں سے نکالا جائے۔

کتنی تیرائی کی بات ہے کہ نبی علیہ السلام نے جسے مہدی و ہادی فرمایا ہو اور جس سے متعلق ارشادِ صغیرؑ موجود ہو ایسے لوگوں کو آج اہلسنت کا ایک کثیر گروہ اپنی جہاں کی وجہ سے اہل تشیع کی طرح مرسے لفظوں سے یاد کرتا ہے۔ اور اپنے فرخِ بین و ایمان کو نذرِ آتش کئے جاتا ہے۔

شیعی نظریات جس چالاکدستی سے تیرہ صدیوں سے اہل سنت کے اذان و قلوب کو مسموم کر رہے ہیں۔ ان کے پیشِ نظر اہل سنت کے علماء کا تفریق یہ تھا کہ وہ اپنے دینی رفیعِ سبب، رفیعِ بین، آئین باجمہر وغیرہ کے ذریعہ اختلافات کو نظر انداز کر کے اس تفریقِ عظیم سے امت کو آگاہ کرتے مگر افسوس کہ ان علماء کی اکثریت اپنے ذریعہ اختلافات پر اپنی تمام علمی کاوشیں اور ذہنی صلاحیتیں صرف کرتی جی آ رہی ہے اور آج تک اہل سنت کی طرف سے ختمِ ترش کی طرح انہیں بند کئے بیٹھے ہیں اور عام شیعہ دنیا کی تیار کردہ شرک و بدعت کی سبیلوں میں کودتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر شیعی علماء اس سے نہیں ہوتے۔ بلکہ عجب خدا کا کہنی علماء میں سے بھی سنیوں کا عاملینِ جبر و دستار اختیار کے سڑوں میں سر مل کر نہیں کا سا لگ اب رہے ہیں یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیزؒ جیسے نابغہ عصر جن کے قلم سے تحفہ شائع عشرہ بھی فقیرِ کتاب نگہی گئی پارہ قلمِ بیباکوں کی تفسیر لکھتے ہوئے خیر محسوس کے طور پر شیعی و سنیوں کا رہیں سے متاثر ہو کر ”النفی الی جہ علی عبادۃ“ لکھنے سے نہ جو کے توان حال

میں مادہ شہادہ کا کیا ذکر؟

زیر نظر کتاب شہادت ذوالنورین کے نام سے موصوم کی گئی ہے اور اس میں نہ آپ کی شہادت کے واقعات ہی سموئے کی کوشش کی گئی ہے مگر اس کے ہیں السطور یہ وہ اسباب و علل اور وہ واقعات و حالات خود بخود سامنے آتے چلے گئے ہیں جو دنیا کے شیعیت کے مالرو ما علیہ پر خود بخود منطبق ہوتے چلے گئے ہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام - عثمان

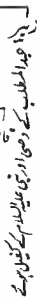
کنیت - اسلام لانے سے پہلے ابو عمرو۔

اسلام لانے کے بعد سیدہ زینہ بنت رسول اللہ سے نکاح کیا تو حضرت سیدہ کے بطن سے سیدنا عبداللہ پیدا ہوئے ان کے نام پر ابو عبداللہ کی کنیت سے مشہور ہوئے لقب - ذوالنورین - حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے سیدہ زینہ اور سیدہ ام کلثوم آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ذوالنورین کے لقب کے متعلق گذشتہ صفحات میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔

۱۔ بنا تا الرسول شیعہ کسی کا پرانا نزاع مسئلہ نہیں بلکہ دور حاضر کے شیعوں کی ایجاد ہے شیہ مذہب کی صحاح اربعہ اور دیگر تمام ائمہات الکتاب میں نبی علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں کا ذکر موجود ہے اس سلسلہ میں راقم کے دور رسائل مکتوب مفتوح اور بنا تا الرسول طبع ہو چکے ہیں مؤخر الذکر میں چند شیعہ علماء سے اس موضوع پر خط و کتابت ہے اس موضوع پر جو جو کہ ڈھیل رہا دلیر میں مولانا عبدالستار تونسوی اور مولوی محمد اسماعیل شیعہ کے درمیان شعبان ۱۳۸۰ھ میں ایک فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا جو طبع ہو چکا ہے۔ مولوی اسماعیل کو کوئی جواب نہ دے سکا۔

میرے رسائل بنا تا الرسول کی طباعت کے بعد مرزا یوسف حسین نے البتول نامی ایک سالہ لکھا۔ اس میں مذکور ٹکڑے دو کی کوری لایا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ سیدہ زینہ بنت جابر کی بیٹی علیہ السلام کے نکاح میں آئیں مگر پہلے نکاح سے آپ کا رت محفوظ رہی اور لطف یہ کہ اسی کتاب میں وہ سیدہ زینہ، زینہ، رقیہ اور ام کلثوم کو پہلے خاندن کی اولاد قرار دیتا ہے ناطقہ سرگرمیاں ہے اسے کیا کہیے۔ اس کے بعد کسی گل دو پر کوہ انکشاف ہوا وہ۔ جس سے اس بات کا بھی منکر ہے کہ سیدہ طاہرہ کا کسی سے نکاح ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ آپ کو ورنہ نبی علیہ السلام کے نکاح میں آئی تھیں (گلے منہ پر)

سہ ماہی



عجبی و سیدھے کاررو نے اصلی زمین العابدین کا نام تاریخوں سے محو کر کے علیؑ بن حسینؑ کو زمین العابدین بنا دیا

واقعہ درج ذیل ہے کہ (شعبہ اہل طالب بنادیا) ہمسوی کے دوران گندم اور چراغ بستر پر بارگاہ کے جلے اور شعبہ میں ہانک دیتے اسی نے بی علیہ السلام ۔ فرمایا کہ تھے کہ ابوالاعلیٰ نے دامادی کا حق ادا کر دیا حضرت ابوالاعلیٰ صاحب شروت تھے ۔ سیکرہ زینب بنت رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت صہبہ ہوا اور درویشی دی کی ۔ مگر نفوس ہے انسانی ملو اور جو آج تک بی علیہ السلام کے اس جو افراد ترین و نادار و غصاں و رضا قیسمان، کو لگاوا کر کے کی مریض میں مبتلا بن گیا اب ان کے قلوب وا ذ بان پریشی خرات نے اس قدر قہر جمع کر رکھا ہے کہ یہ لوگ تعلق کی تینہ اور تعلق کی زبان دونوں سے عاری ہیں سیدہ زینب کا سیدہ عہد فتح کے روز بی علیہ السلام کا ردیف تھا اور اسی علی کے ہاتھوں بی علیہ السلام کے مکہ کے بیت گرا تھے ناموں کی مشابہت یا سیاسی وسیہ کاروں نے بت شکن علی بن ابوالاعلیٰ کے بجائے سیدنا علی بن عبد مناف کے نام کو شہرت دی۔

آپ کی والدہ کا نام اردی تھا اور اردی کی والدہ ام حکیمہ نبی علیہ السلام کی پھوپھی محبتیں رشتہ کی بہن بنیں۔ بعد ازاں رجب بن عبد اللہ شمس ہو گیا۔ آپ نجیب العرفین قریشی تھے۔ جن نسبتوں سے آپ یاد کئے جاتے ہیں۔

عثمان بن عفان ، أبو عمرو ، أبو عبد الله القرشي الأموي ، أمير المؤمنين ذوالنور
صاحب بحر نوح الدين ، أحد عشر المبشرة حليقة المسلمين ، أحد من خلفاء
راشدين من أئمة المهديين .

بقیہ ص ۳۷ کے آگے) ملاحظہ ہو بنات رسول مؤمنہ محمدہ قیسہ جعفری کا پیش لفظ ارتقا و ترقی علامہ سید مجتبیٰ حسن کی ایک دسی حدیث (صفحہ ۱۲۸) یعنی جب بنائے شیعیت میں بنات الرسولؐ سے انکار کیا جائیگا پیدا ہوا تو ان لوگوں نے اندھے میں نامک کوٹے مارنے شروع کر دیئے۔

نبی علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں کے شہوت کے لئے ملاحظہ ہوں شیخوں کی انہماک الکاتب
اصول کا فی حدیث ۲۵۸، نخب البیان مصری جلد ۵ ص ۵۵۲، حقیض الاسلام ص ۵۱۹، قریب الاستناد ص
منہجی الامال جلد ۱ ص ۵۹، منہج شیخ عباس قمی، تفسیر مشائی ص ۵۸، امرأة العقل شرح الاصول والقواعد
جلد ۱ ص ۱۵۳، مجلس المؤمنین ص ۸، تہذیب شیعہ ص ۸، کتاب شیعہ تحقیق العوام منہجہ سامعین ص ۱۱
راہ تحقیق العوام کے شیعہ ایڈیشنوں میں سے تین صاحبزادیوں کے نام خارج کر کے بقول خود مستوجب
نعت ہو چکے ہیں (۱) شرح فیخرج البیان جلد ۱ ص ۱۸، ص ۲۳ تا ۲۴، بیات العلوب جلد ۱ ص ۱۵۲، ص
۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، تذکرۃ المحبوبین ص ۱۵۳، یوسف مدنی شیعہ ترجمہ قرآن مولوی مقبول زیر کتب یا
اَيْهَا النَّبِيُّ قُلْ اَزْوَاجُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ نَاسُ التَّوَارِیْخِ جلد ۱ ص ۲، مرزا محمد سید کاشانی (۲) اجماع
مایہ ناز تا تالیف میں لکھتا ہے کہ حضرت ابوالاعلیٰ عن نبی علیہ السلام کے داماد تھا در شعب
الطالب میں داخل ہیں اس شعب کا نام شعب باسم محمد بن ابی ہریرۃ ہے (۳) زبانی حدیث پر لکھتے

پیدائش اور اسلام | نبی علیہ السلام کی ولادت با سعادت سے پانچ سال بعد پیدا ہوئے
اس حساب سے نبی علیہ السلام کی بعثت کے وقت آپ کی عمر دو سال
تھی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ امام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ سیدنا عائشہؓ اور سیدنا زیدؓ نے سیدنا عثمانؓ کو نصرت
ابوبکرؓ کی تبلیغ سے اسلام لائے۔ گویا اسلام لانے والوں میں آپ کا بیجاواں نمبر ہے بقول ابن
سعد مصنف طبقات حضرت عثمانؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ خود نبی علیہ السلام کی خدمت
میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔

دشمنانِ اسلام کی طرف سے ایذا دہی | جب آپ کے چچا حکم بن ابوعاص کو آپ کے اسلام لانے کی خبر ہوئی تو اس نے مضبوط رہی سے آپ کی مثلیں پاندھ دیں اور دھمکاتے ہوئے کہا کہ تو اپنے باؤا جداد کے مذہب سے مخیر ہو گیا ہے خدای قسم میں تجھے اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تو اپنے آبائی دین پر نہ آجائے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں دین اسلام کو کبھی ترک نہ کروں گا۔ خواہ یہ اذیتیں بہتے بہتے میری جان بھی کیوں نہ چلی جائے اللہ سے استغاثہ !

کئی مرتبہ چچا نے چٹائی میں لپٹ کر اذیت دے مگر دقت سے باندھ دیا اور نیچے سے دھواں دیا مگر آپ نے نہ مات صبر و استقلال، جرات و پامردی اور حوصلہ مندی سے یہ تکلیفیں برداشت کیں۔ اور مذہب اسلام پر ثابت قدم رہے۔

سیدہ رقیہؓ کا نکاح سیدنا عثمانؓ سے کر دیا چونکہ قریش کی ایذا رسانی دن بدن چوتی جا رہی تھی اس لئے نبی علیہ السلام کے حکم سے بارہ مرد اور عورتیں حبشہ کی طرف ہجرت فرمائے۔ سیدنا عثمانؓ نے معہ اپنی بیوی رقیہؓ اس پہلی ہجرت کے قافلہ کے امیر بنے مگر چارسال کے بعد واپس آ گئے۔

غزوہ بدر کے وقت سیدہ رقیہؓ سخت بیمار تھیں اس لئے نبی علیہ السلام نے سیدنا عثمانؓ

لو اپنی پیاری بیٹی کی تیار داری کے لئے گھر پر چھوڑ دیا تھا۔ فتح بدر کے بعد حبیبہ آنکھوں سے
 مٹی اور علیہ السلام واپس تشریف لائے تو حبیبہ زبردستی انتقال فرما چکی تھیں۔ نبی علیہ السلام نے
 بدر کے غنیمت سے آپ کو لوہا محمد فرما دیا اور انھیں اصحاب بدر میں شمار فرمایا۔

سیدہ ام کلثومؓ بہت رسول اللہؐ سے لگاؤ
 اشارتاً سیدنا عثمانؓ سے نہ کیا مگر آپؐ خاموش رہے سیدنا فاروقؓ انظار نے نبی علیہ السلام
 سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر شرمیلے گا اور عثمانؓ کو حفصہؓ سے
 بہتر بیوی ملے گی۔ اس کے بعد سیدہ حفصہؓ نے نبی مایہ الملاس نے خود نکاح کر فرمایا اور
 سیدہ خنساءؓ کو رسم المہر میں شرف حاصل ہوا۔ اور سیدنا عثمانؓ کو نکاح کر کہا یہ حضرت
 حمیرئیلؑ کا بیٹا ہے اور اللہ کا پیغام لائے ہیں کہ میں اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا تجھ سے نکاح کر دوں
 شرم جو میں سیدہ ام کلثومؓ کی ذات پر میری علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب مال چالیس
 اور چالیس دیگر مہربانیاں بھی جو میں تو میں کے بعد جگرے عثمانؓ کے نکاح میں دے دتا۔

اس عنوان کو پڑھو کہ کیا نواز کا ذہن اس طرح بندھ سکتا ہے کہ

مصلح حدیبیہ یا جنگ محل وصفین کا پس منظر

کہ مصلح حدیبیہ کا محل وصفین کے معرکہ سے کیا تعلق ہے؟ یہی دو بنیادی نکتے ہیں جسے آج تک کسی محقق یا مؤرخ نے چھوڑا نہ کہ نہیں۔ ایسا کیوں ہوا؟ میری نظروں میں یہ بھی شکیبخت کے رسیسہ کاروں کی ایک کڑی ہے۔

سیدنا عثمانؓ سے وہیں غزوہٴ اُحد میں شامل تھے۔ غزوات المرتار و اوسطقان میں نبی علیہ السلام نے آپ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ کعبہؐ میں غزوہٴ بنو لعیبہ اور کعبہؐ میں غزوہٴ خندق میں آپ شامل تھے۔ ذی قعدہ ۳ھ میں نبی علیہ السلام غزوہٴ کی نہت سے غازیہ مکہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر پیغمبرؐ کو اسرارِ باطن عطا ہوئے۔ اگرچہ خطبہٴ نہت میں ۹ سال کے فاصلہ پر جمعہ کییر کے مقام پر مندرجہ احوال فرمایا مگر قریش مکہ کو جب حضرت کی نہت عطا کا علم ہوا تو انھوں نے کعبہ کی زیارت سے بائع ہوئے۔

نبی علیہ السلام نے اپنے ہاں شاردن کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا اور فیصلہ ہوا کہ خزیش
مکے پاس ایک سفارت بھیجی جائے۔ آخر چودہ سو صحابہ کرام میں سے یہ سعادت نصرت سیدنا
عثمانؓ کے حصے میں آئی اور کسب کو سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ یہاں واقعات کے سیاق و سباق کو
ملاحظہ فرماتے ہوئے اس انتخاب کی طرف دیکھیے کہ سیدنا عثمانؓ کا مقام کس قدر بلند تھا۔
موجودہ یہاں مختلف دیوتا بت بیان کرتے ہوئے بڑی بڑی ذہنی درزشوں سے کام لیا ہے
مگر حقیقت کی طرف کسی نے ایک اشارہ نہ کیا۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ بدایاں دیوں
کو ان واقعات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا جو بعد میں پیش آنے والے تھے اور جن سے مقام
عثمانؓ واضح ہونے والا تھا۔ یعنی سیدنا عثمانؓ دورانِ نبوت کو صلہ صدیقیہ سے ۲۸-۲۹ سال
بعد گنبدِ نضر اور مسجد نبویؐ کے سایہ میں تلاوتِ قرآن مجید کے دوران غمیدہ نہ تھا۔ اور
اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور تھی کہ خونِ عثمانؓ کا قصاص نہ لیا جائے اس لئے عثمانؓ کو کوکھچرایا
چھلکس بات کو شہرت ملی کہ عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں اور اس خبر پر خونِ عثمانؓ کے قصاص
کے لئے چودہ سو صحابہ بیعت کی گئی اور ان کے لئے اپنی رضامندی کی سعادت کا
ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ **لَنْ تَكُنَّ قَاتِلًا يُكْتَلُ عَلَى نَفْسِهِ**۔
اس نکتہ کے لحاظ سے آپؐ کے پل کر دیکھیں گے۔

ہجرتِ حبشہ کے بعد دوبارہ مدینۃ النبیؐ میں نبی علیہ السلام کی نیابت کے بعد آپؐ کا
بیتسرا اعزاز تھا۔ الغرض سیدنا عثمانؓ نے بیعتِ نبویہؐ کے لئے مکر آپؐ کے درجہ
آپؐ میں دیر نہ گئی اور یہ افواہ بھی پھیل گئی کہ آپؐ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ بسکون نبی علیہ السلام
ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور خونِ عثمانؓ پر رحمت کی یہ ایام خونِ عثمانؓ کا قصاص
ہیں گے یا چودہ ہجری تک شہید ہو جائیں گے خونِ عثمانؓ پر ہم مٹنے والوں کی یہ بیعت ان کے
لئے ایسی دعاؤں کا سرماہ بن کر ظاہر ہوئی جو اپنے ارشادِ نبویؐ "يَقْتُلُوا الْقَتْلَاءَ" ان
مومنوں سے رشتہ کرنا جبکہ درخت سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں
میں حرقہ مٹے اس سے معلوم کرنا اور ان پر اطمینان تازل فرمایا اور انہیں قریب کی
فتحِ عنایتِ قرنیٰ اور بیعتِ بنی غنیمت میں جنہیں وہ حاصل کریں گے۔ اللہ غالب ہے حکمت والا۔
ترجمہ سہوہ فتح

اسے مختصاً تیری ذات والا صفات کے قربان! تیری وجہ سے ان چودہ سو نبوت
کنندگان ہی کو اطمینان کی دولت نصیب نہیں ہوئی بلکہ قیامت تک تیری ذاتِ تجھ سے
محبت رکھنے والوں کے لئے موجبِ اطمینان رہے گی۔ ان چودہ سو نے فتحِ نبویؐ کے
لظافہ نہیں دیکھے بلکہ تیرے نقشِ قدم پر چلنے والے قیامت تک یہ نظارے دیکھتے رہیں گے
ان چودہ سو ہی کو غنیمتوں سے نہیں تارا بلکہ جب تک یہ آسمانِ زمین قائم ہیں مسلمان تیری
غفلتوں کے گیت گاتے رہیں گے اور غنیمتوں سے نوازے جلتے رہیں گے اور پھر حبیب نبی علیہ السلام
نے دیکھا کہ جس شخص کے لئے اتنی بڑی تقریبِ تقدیر ہو رہی ہے تو اسے اس سعادت سے
کیوں محرومی ہو۔ اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ ہے عثمانؓ کا ہاتھ۔ تو کسی
لحم یدُ اللہِ قُوتی آئیں بیہوش کی بشارت سے سب کو سرفراز و فاکر سعادت داین
سے مشرف فرمایا۔ بدر کے اجیدہ دوسرا موقع ہے کہ سیدنا عثمانؓ کی عدم موجودگی میں انہیں جو
اصحابؓ میں شمار فرمایا گیا یہ ذوالنورینؓ کی ہی ایک شفق تھی۔

اب میں آپؐ کو صلہ صدیقیہ کے معرکوں کے پس منظر کے قریب لایا جا ہوں اور آپؐ اچھی
طرح سمجھ چکے ہوں گے کہ خونِ عثمانؓ کے قصاص کے سلسلے میں جو معاہدہ کرامتِ بیعتِ رضوان
کے وقوع پر ہو چکا ہے ان میں سے محلِ صدیق کے معرکوں کے وقت تک جس قدر
تھے ان پر اس بیعت کی وجہ سے خونِ عثمانؓ کے معاملہ میں قصاص کا مطالبہ ایک فرضِ عظیم
تھا۔ ان کو کون کو بیعتِ رضوان کا منظر یاد تھا اسی بیعتِ رضوان سے عہدہ پر آہونے
کے لئے ان کی تلاوتِ خونِ عثمانؓ کے قصاص کے لئے ایسی بنیام ہوئی کہ جب تک
ان سے جو کچھ ہوا انہوں نے کیا۔ خونِ عثمانؓ علمِ الہی میں کوئی معمولی اہمیت نہ رکھتا تھا
کسی ہزار بلکہ ایک لاکھ سرگروہوں سے الگ ہونے کے باوجود اس وقت تک دنیا میں امن
قائم ہو سکا جب تک سیدنا امیرِ معاویہؓ نے قاتلینِ عثمانؓ کا ایک ایک فرد و گروہ کرنا حاصل
ہو جہنم نہ کیا۔ اگر بیعتِ رضوان میں شامل اصحابؓ محلِ صدیق کے معرکوں میں شامل ہو کر ایٹھے
بیعت کا ذریعہ ادا نہ کرتے تو قَتْلُكَ تَقْتُلُ تَقْتُلُ تَقْتُلُ تَقْتُلُ تَقْتُلُ تَقْتُلُ تَقْتُلُ تَقْتُلُ تَقْتُلُ تَقْتُلُ
میں وہ نصرتِ جہنم ہی نہ تھے بلکہ بقول ابن عباسؓ ان پر چھروں کی بارش برساتی جاتی۔

سیدنا ذوالنورین کی خلافت اجماع امت

۲۶ ذی الحج ۲۳ ھ خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظمؓ مشہور مجوسی گورہ ہرمزان کی سازش سے جو بظاہر مسلمان ہو کر مدینہ میں قیام پذیر ہوا ابو لوفیروز مجوسی کے ہاتھوں عین نماز صبح کے وقت زخمی ہو کر یکم محرم کو واصل حق ہو گئے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنی شہادت سے پہلے نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک چھوڑ گئی کونسل مقرر کر دی تھی جس کے ممبر یہ تھے:-

سیدنا عثمانؓ، سیدنا علیؓ، سیدنا طلحہؓ، سیدنا زبیرؓ، سیدنا سعد بن وقاصؓ اور سیدنا عبدالرحمنؓ بن عوف۔ سیدنا عثمانؓ کے انتخاب کے تفصیلی حالات کی یہاں ضرورت نہیں صرف اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ متفقہ فیصلہ سے آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔

۱۔ آج ان مورخوں کی عقلوں پر ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے جو تاریخ کی اہمات الکتب سے قطع نظر کرتے ہوئے فیروز کے متعلق یہ نکتہ کریم خربش اپنے مؤرخانہ فرائض سے گویا سبکدوش ہو جاتے ہیں کہ فیروز نے سیدنا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں عرض کی کہ میرا ملک مجھ سے زیادہ اُجرت لیتا ہے آپ نے اُس کے پیشے کے متعلق پوچھا تو اس نے بخاری اور نقاشی وغیرہ بتایا آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ جو پیشے تم نے بیان کئے ہیں ان کے مقابلہ میں جو اُجرت تم نے بیان کی ہے وہ زیادہ نہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا ایک چکی مجھے بھی بنا دو تو اس نے کہا کہ آپ کو ایسی چکی بنا کر دوں گا جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گی آپ نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا کہ اس نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے صرف اتنی سی بات کہ آپ نے اُسے فرمایا کہ تیرے پیشے کے مقابلہ میں یہ اُجرت جو تو نے بیان کی ہے زیادہ نہیں اور اس نے اتنی بات پر آپ کو قتل کی دھمکی دی یہ تو ایک ضمنی سی بات تھی اصل بات تو وہ تھی جس کا میں نے عرض مؤلف میں سرسری سا اشارہ کیا ہے اور اپنی دیگر تالیفات کے علاوہ اس موضوع پر صحیفہ المحدث کراچی کے شمارہ یکم رمضان ۱۳۹۳ ھ میں ایک مضمون لکھ چکا ہوں۔

ان عقل کے اندھوں کے لئے جو اغیار کی آنکھوں سے دیکھنے کے عاری ہو چکے ہیں اور انہی کی سی کہتے ہوئے اپنے دین کا حلیہ لگاڑنے میں دن رات مصروف رہتے ہیں یہاں پھر وضاحت ضروری سمجھتا ہوں (باقی اگلے صفحہ پر)

سیدنا عثمانؓ کا پہلا خطبہ | خلیفہ منتخب ہونے کے بعد یکم محرم ۲۳ ھ کو بعد نماز ظہر آپ نے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت آپ غمگین دکھائی دے رہے تھے مینبر پر کھڑے ہو کر پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء کی پھر رسول اللہؐ پر درود بھیجا اس کے بعد حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا:-

”لوگو تم ایک فنا ہو جانے والے گھر دنیا میں رہتے ہو عمر کا تھوڑا حصہ باقی رہ گیا ہے موت کے آنے سے پہلے پہلے جس قدر نیکیاں کر سکتے ہو کر لو زندگی کا کوئی حصہ و نہیں تم زندگی کی منزلوں میں سے اس مقام تک پہنچ چکے ہو کہ معلوم نہیں صبح ملک عدم کو پہنچ جاؤ یا شام کو خبردار ہو کہ یہ دنیا ساز و سامان سے ملمع شدہ ہے لہذا اس دنیا کے فریب میں نہ آنا۔ خدا تعالیٰ لوگوں کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرتا رہتا ہے۔ اس کے حکم کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا نہ ہو جانا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں

(حاشیہ نمبر ۱ سے آگے) فیروز نہادند کے معرکہ میں گرفتار ہو کر مدینہ پہنچا ہرمزان پہلے ہی مدینہ میں موجود تھا اور اس کی سابقہ حیثیت کو زیر نظر رکھتے ہوئے سیدنا فاروق اعظمؓ نے اُسے کافی سہولتیں دے رکھی تھیں وہ مدینہ میں بیٹھا ہوا جوں جوں ایڑا کی فتوحات کی خبریں سنتا ہیچ وقاب لکھا کر رہ جاتا اس کے دل میں مجوسی سلطنت کے سقوط کا بڑا رنج تھا نہادند کے معرکہ سے مجوسی غلاموں کے پہنچنے پر اس نے ان سے رابطہ قائم کر کے ایک زیر زمین تحریکی سازش کی بنیاد رکھی اور اپنی حاضر دماغی کو بروئے کار لاتے ہوئے عیسائی غلاموں کو بھی جو یہودیوں کے معرکوں میں گرفتار ہو کر آئے تھے ساتھ ملانے کی کوششوں میں منہمک رہنے لگا۔ یہ واقعات تمام تاریخوں کی کتابوں میں موجود ہیں کہ ایک روز ہرمزان، فیروز اور جفینہ یحون ایلیا سیدنا علیؓ کا غلام (عیسائی) ایک مقام پر کھڑے کھڑے پھڑک کر رہے تھے اچانک ہاں سے سیدنا عبدالرحمنؓ بن سیدنا ابوبکرؓ کا گذر ہوا اُنہیں دیکھ کر یہ تینوں کھسکنے لگے کہ فیروز کی بغل سے ایک خنجر زمین پر گر پڑا جو سیدنا عبدالرحمنؓ نے خود اٹھا کر اُسے دیا اس سے تیسرے روز بعد اسی خنجر سے فیروز نے سیدنا عمر فاروق اعظمؓ پر عین بجاالت نماز حملہ کر کے اُنہیں شدید زخمی کر دیا اور بارہ تیرہ صحابیوں کو شہید کر کے خود کشی کر گیا جب خنجر دیکھا گیا تو سیدنا عبدالرحمنؓ نے پہچان لیا حضرت عبید اللہؓ بن عمر حقیقت حال سے واقف ہو کر صبر نہ کر سکے رشمیر بکف ہرمزان کے ہاں پہنچے اور اُسے قتل کر دیا جفینہ بھاگ گیا (باقی اگلے صفحہ پر)

ان سے عبرت حاصل کرو۔ اور دنیا کو دنیا نے مکارہ کے وہ لالچے پیسے کدھر گئے جنہوں نے بڑے بڑے مملکت میں زندگیاں بسر کیں اور دنیاوی آسائشوں سے فائدے اٹھائے رہے اس دنیا کو کسی مقام پر کھو جہاں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اور آخرت کی عیلاقی طلب کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بہترین مثال بیان فرمائی ہے۔

”بھی ان کے سامنے اس دنیا کی مثال بیان کرو کہ یہ زندگی بالکل ایسی ہے جیسے آسمان سے بارش ہوتی ہے تو اس سے قسم تم کا سینہ اُلگ آتا ہے لیکن

(ان کی خدمت صفحہ) سیدنا عبد اللہ کو گرفتار کیا گیا سیدنا فاروق اعظم کی شہادت کے بعد سیدنا عثمانؓ سے آرائے غلبہ ہوئے تو سب پہلے یہی مقدمہ آپؓ کا پیش ہوا آپؓ سے سیدنا عبد اللہ کو برز ان کے پیسے قادیان کے حوالے کر دیا تا کہ ان سے پھلانگتا تھا اور اپنے باپ کی سازشوں سے غریب واقع تھا۔ حضرت کعبہ جری ملکہ ۲۲) یعنی اس نے اللہ سے عبد اللہ کو چھوڑ دیا جس کی مدد سے سیدنا عبد اللہ کو تعاضد میں قتل کرنے کے حق میں تھے۔

المستد والجامع کے بروز غلط قسم کے حاملین جواب دہن نشینی کسی کیوں کا منوالی عین اسلام کی جہت سمجھ رہے ہیں بلکہ کہتا ہے حضرت عثمانؓ نے بیت المال سے ذریعہ رقم دیکر عبد اللہ کو آزاد کیا تھا۔ دوسرا بتا ہے کہ انہوں نے اپنے ذاتی مال سے ذریعہ رقم ان کی حق مالک دہری جیسے رافضی کے ان الفاظ کو فقہ کے ٹکڑے جو کہ میں اس ذہنی وکیش کی سحر سے ضرورت ہی نہیں تھا اب قیڑی دیر کے لئے آگے بڑھنے سے پہلے اس مقام پر نوک جائیے سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد سیدنا عثمانؓ نے سرکار کے خلاف ہونے کے بعد سب سے پہلے علیؓ کا گرفتاری کا حکم دیا جو اس سال پرانہ تقدیر جو تا رہتا رہا یا لکھ سیدنا ام کلثومؓ نے عقیقت علیؓ چنانہ رونق اعظم کا یہود اور عبد اللہ کی تینوں والدہ عقیق اس سے آئیں ایک طرف انہوں نے باپ کو سمجھا یا اور دوسری طرف عبد اللہ کو کہا کہ صیغہ کر شام میں معاویہ کے پاس چلے جاؤ زمین خطاب طحاوی ۲۲) سیدنا عثمانؓ کی طرہ زمین کا تقابلی فہم ہے کہ ایک کا زمانہ کسی کے قاتل کو دس سال کے بعد بھی گرفتار کرنے کے لئے ہے عین ہیں۔ مگر تانہ عثمانؓ کو گرفتار کرنے کے بجائے اپنا شیر اور رونق بنایا۔ بالعیب! (باقی صفحہ)

انجام کا رجحان، فاشک ہو کر اسی میں مل جاتا ہے کہ وہ اُسے آزاد نہ کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر زبردست ہے۔ یہ بیان اور اولاد تو دنیاوی عزت کے لئے ہے بقامت اعمال صالحہ کو ہے جن کی جزا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین ہے۔ اس خطبہ کے بعد آپؓ نے عصر کی نماز پڑھائی یہ پہلی نماز تھی جس کی امامت آپؓ نے فرمائی۔ معلوم دنیا کے نصف سے زیادہ غنت کی شہنشاہی پسر فرما ہونے کے بعد دنیا کی بے ثباتی اور بے رغبتی کے ایسے کلمات میں آدمی کے زبان سے نکلیں اس کی قوت ایمانی بخشیت ایزدی توجہ الی اللہ اور روحانی بلندی کا اندازہ لگانا انسانی عقل سے باہر ہے۔

راخبر ہر وقت معتد یعنی تاریخ میں یہ بھی مذکور ہے کہ تمام نبوی غلاموں کے کوچک انتظام سیدنا علیؓ کے ہر وقتا اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ باور لینے میں کوئی امر مانع نہیں کہ تمام سازش کا سیدنا علیؓ کو علم تھا۔ بقول طبری شہادت فاروق اعظم سے تین دن پہلے کہ بین الاحبار نے آپؓ سے کہا تھا کہ آپؓ کی زندگی کے تین دن باقی رہ گئے ہیں۔ جب فاروق اعظم نے وفات چاہی تو کہیں نے اشارہ اور صرت اس قدر کہا کہ تو بیت کی ایک درایت کے مطابق کہہ رہا ہوں طبری خلافت راشدہ ۲۲-۲۳) علامہ طحاوی کہتے ہیں کہ اگر گرد والی روایت صحیح ہے تو وہ بھی اس سازش میں شریک تھے (عین خطاب طحاوی ۲۳) آج عبد اللہ بن سبا کو جو روایت شیعہ کا بادر آدم کہا جاتا ہے مردہ توان روایت کی موجودگی میں اس اصل خاکے میں جو سیدنا فاروق اعظم کے زمانہ میں تھیں، یہود اور مسیحائیت کے شریک مغلوبے سے تیار ہو چکا تھا صرف رنگ بڑھنے والا تھا۔ حج کے موقع پر اس سے پہلے مذہبی ہی کسی قسم کے الفاظ کا کہہ چکے تھے۔

شیعیت کے ڈانڈے کے طرح مجوسیت سے ملنے ہیں اس پر مزید فرما دیا جاتا ہے فروز مجوسی کی خود کشی کے دن کو تمام شیعہ عید با شہادت کے نام سے مناتے چلے آ رہے ہیں ملاحظہ ہو شیعیان ہند مصنف ہولسبرج اور سلمن ریڈیڈنٹ مولانا شریک کے مہاشاں قصہ القوارخ جلد ۱ احداث تاریخ اوردہ جلد ۲۳ اوشہ پر شیعہ روایت الغفری نے فرماتے کہ نام کے ساتھ عینی اللہ تعالیٰ نے لکھ کر دیا اس بات کا محسوس ہوتا ہے کہ یہاں پر ہے کہ شیعیت مجوسیت کا چہرہ ہے۔ بلکہ جو بیت زندہ بقیت، یہودیت، مزدکیت، مانویت اور باطنیت وغیرہ عقائد باطلہ کا مغلوبہ ہے۔ فاروق اعظم اس فتنہ پر درگزر کا پہلا شکار بنے اور سیدنا ذوالنورین (باقی صفحہ)

فتوحات

۲۵-۲۳ میں سکندریہ کی بغاوت فردی اور دیوبندوں کو مار بھاگایا۔ اگر مینا فتح ہوا تب تک ہزارا بلس، بیٹونس، الچا اور مارگرش فتح کئے۔ بیت المقد کو دست دی ۲۷ قبرص کا جزیرہ اور سچین کا کچھ حصہ فتح ہوا ۲۸ میں فارس کا کچھ حصہ اور طبرستان ۲۹ مسجد نبوی کو دست دی۔

۳۰-۳۱ حنیف پور، سرخس، کمان اور سحرمان فتح کئے۔ یزدگرد اسی سال قتل ہوا۔ اسی یزدگرد کے گھر شہر یا نونامی بیٹی پیدا کر کے فاروق اعظم کے زمانہ میں مدینہ پہنچی کریدنا حسین کی زوجیت میں دینے کی فرمائی داستان آج زبان زد خاص و عوام ہے ۳۲ مسند طبرستان، چینی اور رومی ترکمان کے شہروں کے علاوہ طالقان، فاریاب، جوزجان، طغرستان بلخ اور بخارا فتح ہوئے۔

(حاشیہ گذشتہ صفحہ) دوسرا لشکارا دیوران لوگوں نے ہی سیدنا عثمانی کے فرقہ اور پر خلافت کا تاج رکھا اور انہیں محل و مقین کے محکوم بن گئے۔ پھر آخراں میں سے ایک نے آپ کو بھی شہید کر دیا اور ان لوگوں نے ہی سیدنا حسن کو نذر المومنین کے نعشوں سے محال کیا اور آخر سیدنا حسین کو کو قذیفہ شہید کر کے تو انہیں بن گئے اور آج تک بچنے پر پست رہے ہیں۔

۳۱-۳۲ تمام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ جب محرم ۱۲ میں قادیسیہ کا معرکہ ہوا تو یزدگرد کی عمر ۱۷ سال تھی ۲۳ میں فاروق اعظم کی شہادت کے وقت یزدگرد ۲۵ سال کا تھا جبکہ بوللا کے معرکہ میں جو ۱۶ چری میں ہوا گیا اس وقت یزدگرد کی عمر ۱۸ سال تھی۔ اسی محرم میں ایران کے لوگوں کو غلام بنا کر مدینہ لایا گیا۔ گویا ۱۸ سال کے نو بڑے کے گھر شہر یا نونام کی دیوان لڑکی موجود تھی جو ۱۶ چری میں سیدنا حسین کی عمر ۱۶-۱۷ سال کے درمیان تھی کسی عیب جیسا خواہے یہ بے سے سو رہا داستان تراشیں پھر اُسے بے خبر چلا گیا۔ یزدگرد کی عمر ۱۸ سالہ مرگے کے بعد کیا خزانہ کی گنگوہ وضع کر رہی ہیں۔ مدینہ کے بعد نبوت عیسیٰ کے بعد حضرت رسول کے صفوہ زادانا ۱۲ شہر یا نونام کے تقصید بوش کی ہے اللہ بھی وہاں سیدنا حسین کے سن پیدائش کے معنی عجیب ہے ہمارے آپ کی پیدائش ۹ چری میں فتح مکہ کے بعد ہوئی سو اُسے سے عزت رسول مثلاً ۱۶ چری تاریخ پیدائش مکمل گئی ہے حضرت حسین کے سن پیدائش کی تحقیق کے لئے میری تالیف "حسن بن علی" دیکھیے۔

فتنہ کی ابتداء

سیدنا عثمان کی خلافت کے ابتدائی پچیس سال حضراتِ شیعین کی خلافت کے زمانہ سے بھی زیادہ بڑے گئے تھے مگر بعد کے زمانہ میں ان بد باطن تحریکی غاصر نے جو بے پرکی اڑائی شروع کیں اور آج تک جن بے سرو پا روایات سے تاریخ کے صفحات سیاہ کیا جا رہے ہیں اس سے بڑھ کر تاریخی بددیانتی کی مثال ملنا محال ہے اُسی نے یزید بن سحرہ کی تحریک کے داعیوں نے مختلف مقامات پر کہیں یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان نے بعض بدعات کو رواج دے رہے ہیں بعض مقامات پر اس قسم کی افواہوں سے عوام کو گمراہ کرنا شروع کیا گیا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو عوام پر ترجیح دے رہے ہیں آہستہ آہستہ ان افواہوں نے زور پکڑنا شروع کر دیا حالانکہ یہ سب محض کذب و افتراء اور آپ کی ذات پر سراسر بہتان تھا۔ نیز ان عقیدت میں یہ روایت بیان کی جا چکی ہے کہ نبی علیہ السلام نے جیشِ عسرت کے موقع پر فرمایا تھا کہ آج کے بعد عثمان کو اس کو کوئی فعل نقصان نہیں پہنچائے گا۔ آج اگر مبین کو طعن اس طرح اس کا یہ مطلب اقتدار کی کھراخراستہ اگر عثمانی کہیں اسلام سے بھی گریختہ ہو جائیں تو ان کا ارتداد نہیں ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ بلکہ اس کا اہل مغرب و ہندوستان کے عثمانی کی فطرت میں نیکیاں اور پاکیزگیاں اس طرح جاری و ساری ہو چکی ہیں کہ آپ اس بات کا امکان ہی نہیں کر ان سے کسی برائی کا صدور ہو سکے چنانچہ اس زمانہ کے ایک بڑی شاعر کے ایک طویل قصیدہ سے چند اشعارِ راقمین کی نظر ہیں۔

لا تاتوا کلا ایداً جبراً استکم سرفاً
اے اسقوا عثمان کے زمانہ میں لوگوں کا مال گرنے کا۔ اپنی اہل و عیال کے مطابق حضرت عثمان کی حکومت میں اصل الاعادۃ تھی ملک ابن عدنان

عثمان ابن عفان الذی جربتم
قتل اللصوص بحکم العرفان

ما زال لعل یا الکتاب مہمیشا
فی کل عنق منسہم و دینان

ابن عفان وہ ہے جس کا قہر تم کہے ہو وہ یزیدوں کو قرآن کے حکم کے مطابق قتل کرتا ہے۔
ہمیشہ سے قرآن کے حکم کی مخالفت کرتا ہوا لوگوں کے اعضا ہوا جس پر اس کے احکام جاری کرتا ہوا ہے

چہرہ نہیں دارالحیومت تبدیل کرنے پر مجبور کر کے کوہنے جاتا ہے اور آخرین انہیں بھی شہید کر دیتا ہے۔ آگے بڑھتا ہے اور سیدنا حسن کو بڑا مہلا کھتا ہے اور پھر رنجی کو دیتا ہے اس کی طاقت بڑھتی چلی جاتی ہے اب وہ گردہ کھل کر سامنے آتا ہے اور اپنے روہانی آپ جَدِّ کے عقائد کے مغلوبہ سے نئے عقائد کا خاکہ تیار کرتا ہے ساتھ ساتھ سیدنا حسینؑ کو کوفہ پہنچنے کی دعوت دیتا ہے مگر جب انہیں حقیقت حال کا علم ہوتا ہے اور وہ عازم دمشق ہوتے ہیں تو انہیں شہید کر دیتا ہے اور بعد میں تو انہیں کا جامہ بہن کر گریہ و ماتم میں مبتلا نظر آتا ہے تاریخ عالم گواہ ہے کہ ہر دور میں اس کردہ نے اسلام کے فلاح و بھروسہ اتارنا میں اپنی طاقتوں سے کام لیا اورستم بالائے ستم یہ کہ مسلمانوں میں نہایت چالاکتی سے شرکاء انفعال و اعمال کو داخل کیا مگر سادہ لوح مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ آج تک وہ اسلام کے ان اذنی وادی دشمنوں کو نہ پہچان سکے۔ بلکہ ان کو اپنی جماعت میں شامل کئے ہوئے ہیں اور ان سے سلسلہ مناکحت و مصاہرت بھی جاری رکھے ہوئے ہیں حدیث ہے کہ سنی کھانا کھانے کے باوجود حجاز میں ساتھ سیدنا محمدؐ بھی انہی دشمنان اسلام کے اعتقاد کئے ہوئے ہیں اور پستی و قداری و سپر و ہودی تو وہ قیصد انہی دشمنان اسلام کے ہم عقیدہ ہیں یا نفاق و گمراہی تفصیلی تبصرہ ہے۔

عبداللہ بن سباؓ
صفاغین کا رہنے والا ایک نہایت ذہین مگر عیاری مکار، چالاک اور فتنہ گرد یہودی تھا۔ توحیت، انجیل اور قرآن کا عالم بے حد نہایت سن حاضر جواب اور حاضر داغ تھا یہودی جب ہمزہ نہاد عرب سے خارج البلد کر دیئے گئے تو وہ نظار مسلمان ہو گیا (رحال سن ۷۰) اور گمنامی کی زندگی میں حالات کا مٹا لے کر نکلے۔

علیؑ عبداللہ بن سباؓ کو کوئی علی حقیق شیعہ اپنی تالیف نہابی تاریخ اسلام پر تحقیق برسرے ہیں ایک فرضی شخصیت قرار دیتا ہے اس شخص کا ایسا کہناستین حال سے غالی نہیں یا تو مذکور مذہب سے تعلق رکھتا ہے اور کسی مذہب کے پیرو ہے اور یا وہ اس قدر اپنے مذہب سے بیگانہ ہے کہ اوہ ایک ایسی حقیقت کا انکار کر رہا ہے جس کا ذکر اس کے مذہب کی تمام کتب میں موجود ہے یا وہ جان بوجھ کر اپنے یہ حقیقت کے وجود کا انکار باقی رکھتا ہے۔

عبداللہ بن سباؓ کے مستقل علی ماثر نہانی کھتا ہے کہ وہ خود نبوت کا مدعی اور علی مرتضیٰؑ کی الوہیت کا معتقد تھا۔ وہ شروع شروع میں یہ خیال کر کے گوش نشینی کی زندگی گزارنے لگا کہ ایران کی مجوسی حکومت یا روم کی عیسائی حکومت صدائوں کو ختم کر دیں گی۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ معلوم دنیا کی بددلوں مسلمانوں کے سامنے جس و خاشاک کی طرح بہہ چلی جا رہی ہیں تو اس نے اپنے منصوبے کی ابتداء کی یعنی پہلے اپنے ہم قوم ان یہودیوں سے رابطہ قائم کیا جو لغز ابر مسلمان ہو چکے تھے اور ان کا مدد سے ایسے جوسوسوں کو کھانا شمع شروع کیا جو نظام مسلمان ہو چکے تھے یا بحالت غلامی زندگی گزار رہے تھے جب اس کے پاس ایک حبشیت فرام ہو گئی تو اس نے تمام ممالک اسلامیہ میں جہاں جہاں موزوں سمجھا اپنے کارندہ بھیجنے شروع کئے اور بعد میں خود بھی لکھنؤ امپراطور کا کھانا شروع کیا کہ علیؑ عبودیت پر ہیں۔

واقعہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کے عاشرہ المسین کے سامنے اپنے مذہب کی بداعمالیوں کی بوجھ پوشی کرنا چاہتا ہے۔ میں علی حسین اور اس جیسے دیگر شیعہ مصنفین سے پوچھتا ہوں کہ ختم لوگ کب کھانی دور فرمائی یا الیہ پر زندہ رہو گے یہی علی حسین اپنے اس کتاب میں ہیں یہ کھانا لوں کو دھوکا دیتے ہوئے کھتا ہے میں نے اپنی تالیف کو مسلمانوں کے سوا الاغلام کی تالیفات سے مرث کیا ہے اور اس کے بعد جن کتب کے حوالے دیتا ہے وہ سب کا صبیحہ مذہب سے تعلق رکھتی ہیں مروج المذہب کا مولف مسعودی، ہجج البلاغہ کا رتب شریفی، شارح ابن ابی الحدید، مقل حسین کا مولف ابی خلیفہ تواتری، نور البصائر کا مولف موسیٰ، تاریخ التشریح کا مولف محمد شری، بزم الاحزان کا مولف ابن خاوند، تاریخ الایام کا مولف علی آقا تبریزی، کتاب الکفی کا مولف عباسی، فضائل الخلیفہ کا مولف سید تعلق، روضۃ الصفا کا مولف محمد قاضی، ہروی سبک سب شیعہ تھے۔ کتاب المحاسن، ذخیرہ الدارین، روضۃ الاحباب، حبیب البیرو، معارج النبوة، مستبصرین، تالیفات ہیں۔ ابو القدا، اعظم کوئی اور مقلوی بھی شیعہ تھے۔ سرالشاہ تین کسی شیعہ نے کھانا کھانا عبدالعزیز کے نام سے منسوب کیا ہے یہ لوگ اسی طرح جاہل مسینوں کو دھوکے دیتے چلے آ رہے ہیں تفصیل کے لئے لکھتے کتاب العینیں۔

تہا رہی تمام کتب میں عبداللہ بن سباؓ کا ذکر آتا ہے مگر اب تم اسے ایک فرضی شخص قرار دے رہے ہو اپنے یا نجوہی امام محمد رضاؑ کی ایک ارشاد سنیں مجھے وہاں لکھتا ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے اسی مقام پر اس کی مذہبی حالت اور اس کے عقائد و نظریات کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا علیؑ کا خلافت کا زمانہ تھا۔ آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوا تو بکرا بھیجا۔ اور اس کے عقائد و نظریات کا بیان بیان ہو چکا ہے ان کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا یا آپ واقعی عبودیت پر ہیں۔ پس سیدنا علیؑ نے کہا افسوس تیری ماں تیرے ماتم ہیں دوسے شیطان جھوٹے تم کو گمراہ ہے اس عقیدے سے باز آ جا اور تیرے گمراہ گسارے لگا کر دو۔ تو آپ نے اُسے قید کر دیا بین روز متواتر اُسے توبہ کی ہدایت کی جب وہ اپنے عقائد سے باز نہ آیا تو اُسے آگ میں جلا دیا۔ و کتاب آل ابی طالب طبعہ طبعہ علیؑ علیہ السلام (۱۳)

چھوٹے نفی تیرے ساتھ ہی واقعہ علی حسین رنجی پوری نے لکھا ہے عبداللہ بن سبا نے

(حاشیہ گذشتہ صفحہ) ابان بن عثمان کہتے ہیں میں نے سنا ابو عبداللہ جعفر صادق سے کہ میں نے ایک لغت ہوئی سب پر ان کے ایمان و عقائد علی علیہ السلام کے بارے میں لکھی تھی۔ اس کی تمام اہل ائمہ نے قوالہ کے زانیہ اور بندے تھے مگر آج تم لوگ انہیں مشکوک بنا کر ارشاد امام کے منکر گوئیں ہو رہے ہو (ذوالقعد) اس شخص کے لئے ہلاکت جو میں نے ہم بھرت باندھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ائمہ اربعہ بیت ایسے کو کتاب محفوظ نہیں رکھتے جو ہمارے مذہب کو لگا کر تہلیل اور ہم پر اثر کر کے ہماری سچی باتوں کو گھوم لگا لگا کر اس کا ساقط الاعتبار بنا دیتا ہے علامہ شری فرماتے ہیں اہل علم کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا اسلام کا کفر علی سے محبت کرنے لگا وہ اپنے زمانہ یہودیت میں بھی حضرت یوشع بن نون کے بارگاہ میں دھبی ہوئی ہوئے کا غلو کی وجہ سے عقیدہ رکھتا تھا۔ اس نے اسلام لا کر رسول اللہؐ کی دنا کے بعد حضرت علیؑ کے دھبی ہونے کا ایسا ہی عقیدہ بیان کیا یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے امامت علیؑ کے فرض ہونے کا قول شروع کیا اور آپ کے بزرگمذہب دشمنوں سے کثرت کی اور مخالفین (صحابہ کرامؓ) کی تنہا کر کے انہیں کاغذ کہا درج حال کشی ملاحظہ

عبداللہ بن سبا کے لئے الاخبار والاقوال طری ابن اثیر ابن خلدون ابن کثیر دیکھیے۔

مستشرقین میں سے رائے مارٹ کا عبرت نامہ اندلس دیکھیے نیز دیکھیے شہرہ الما مقانی کی

تالیف تیفطیح المجالد ص ۱۸۳

جہاں شیعہ کی طرف رجوع کر کے اہل ائمہ بنی ہاشم کے متعلق انہیں الوہیت کا سبق دیا۔ اور آپ نے مع اس کے متبعین، اُسے آگ میں جلا دیا (حسن و حسن العاقبتین فی شرع الاعدین علیہ السلام علیہ السلام) اقول لہذا: جہاں تک عبداللہ بن سبا کے ارتداد و کفریات کا تعلق ہے وہ تو صحیح ہے مگر سیدنا علیؑ کا اُسے آگ میں جلا دینا محض ایجاد دہشہ ہے۔ تاریخ کی اُمہات الکتاب اس سے غرض ہیں اور سیدنا علیؑ کی ذات پر یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ آپ نے اُسے زندہ آگ میں جلا دیا۔ حالانکہ شریعت میں یہ روایات قطعاً حرام ہے اُسے سیدنا علیؑ کی ذات کی طرف منسوب کرنا ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ بعض مادیوں میں یہ بھی قوم ہے کہ اُسے جلا وطن کر دیا گیا تھا۔ مگر کہاں جلا وطن کیا۔ اس کا انجام کیا ہوا۔ اس کا جواب ان لوگوں کے پاس سمجھ نہیں۔

اصل واقعات یہ ہیں کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد بھی عبداللہ بن سبا سرگرم تحریک رہا۔ اور سیدنا علیؑ کی شہادت تک ان کے لشکر میں رہا جبکہ جمل سے پہلے سیدنا علیؑ اور صدیق کائناتؓ کے درمیان صلح کے مدارج تقریباً تقریباً ہو چکے تھے۔ ابن سبا اور اس کے متبعین کو اس صلح میں اپنی موت نظر آتی تھی اُس نے مصد اپنے متبعین کے اچانک صدیق کائناتؓ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ صدیق کائناتؓ کے لشکر نے سمجھا علیؑ نے وعدہ خلافت کو کسے ہمارے لشکر پر حملہ کر دیا ہے انہوں نے اس غلط فہمی میں سیدنا علیؑ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ سیدنا علیؑ اور ان کے لشکر نے سمجھا کہ صدیق کائناتؓ کے لشکر نے وعدہ خلافت کی ہے پس لڑائی شروع ہو گئی۔ جنگ صدیق کے موقع پر بھی جب سیدنا علیؑ نے سیدنا معاویہؓ کی یکا کر لڑائی کو دیکھ دینے کا حکم دیا تو مالک بن اشتر نے آپ کے حکم کی کوئی پرواہ نہ کی۔ مالک بن اشتر ابن سبا کا خاص مشیر تھا سیدنا علیؑ اس تحریک پر گداز کر دی۔ مادیوں سے خوب واقف تھے۔ ایک بار آپ نے اپنے لشکر کو سکم دیا کہ تم میرے جو نائبین عثمانؓ ہیں میرے لشکر سے الگ ہو جائیں تو میں ہزار آدمیوں نے ہاتھ بلند کر دیئے کہ ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں گویا سیدنا علیؑ کے لشکر میں اب میں ہزار عبداللہ بن سبا تھے۔

اور آخر واقعہ حکیم کے بعد ہی سبائی جو شبیان علی کے نام سے مشہور ہو چکے تھے ان میں سے کچھ آپسے الگ ہو کر خوارج کے نام سے موسوم ہوئے اور وہ آفتاب رشید ہدایت وہ منبع جود و کرم وہ معدن فیوض و برکات انہیں لوگوں میں سے ایک کے ہاتھوں حاصل بحق ہوا (جلد العیون ص ۲۵۹ وغیرہ)

عبداللہ بن سبا اپنے کام کی ابتدا کرتا ہے جس وقت ابن سبا نے اپنے کام کی ابتدا کی اس وقت مدینہ النبی کے علاوہ چار اور مرکزی مقام تھے کوفہ جہاں کا گورنر ولید بن عقبہ تھا۔ کوفہ سے مشرق کی طرف کے تمام ذیلی سو بجات اس کے ماتحت تھے۔ بصرہ جہاں کا گورنر عبداللہ بن عامر تھا۔ دمشق میں امیر معاویہ کی گورنری تھی۔ مصر میں عبداللہ بن سرح گورنر تھے۔

ابن سبا نے اپنے کام کی ابتداء بصرہ سے کی۔ وہ بصرہ پہنچ کر کلج بن جبلة نامی ایک نظر بند ڈاکو کے ہاں مقیم ہوا اس کی مدد سے ایک مجلس بنائی اور دغظ و نپکے پردے میں تحریب کا سلسلہ شروع کیا۔ جب عبداللہ بن عامر کو اس کی سرگرمیوں کا علم ہوا تو انہوں نے بلا کوریافت کیا۔ ابن سبا نے جواب دیا کہ تو مسلم ہوں اور آپ کے ذمیر سایہ رہنا چاہتا ہوں۔ مگر ابن عامر کو اس کے اشاروں کنایوں کے پس منظر کا علم ہو چکا تھا۔ اس لئے اُسے بصرہ سے نکال دیا۔ مگر بصرہ میں وہ اپنے ہم خیال لوگوں کی اچھی خاصی تعداد بچھے چھوڑ گیا تھا۔ کاشاکہ ابن عامر اسے جلا وطن کرنے کی بجائے قید کر دیتے یا قتل کر دیتے۔ بصرہ سے نکل کر کوفہ پہنچا۔ وہاں بھی اُس نے ایسی ہی کاروائیاں شروع کیں وہاں سے ولید نے نکال دیا۔ مگر کوفہ سے نکلنے سے پہلے اُس نے لوگوں سے رابطہ قائم کر کے انہیں اپنے دھب پر لگا لیا تھا جنہوں نے علی بن ایمن کے گھر ڈاکہ ڈالا تھا اور اُسے قتل کر دیا تھا۔ اور ولید نے ان سب لوگوں کو قتل کر دیا تھا۔ ان مقتولوں کے ورثہ سب ابن سبا کی پارٹی میں شامل ہو گئے۔

کوفہ سے نکلنے کے بعد شام میں پہنچا مگر شام میں امیر معاویہ کی سیاست پر بڑی مضبوط گرفت تھی وہاں اُسے کوئی سہارا نہ ملا لہذا بصرہ و کوفہ غناری کے دل میں

چند شکوک پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ابوذر غفاری کے بعد وہ حضرت ابوذر کے پاس پہنچا اور وہی بات دہرائی جو حضرت ابوذر غفاری کے سامنے بیان کی تھی کہ تمام مال اللہ کا ہے۔ بات دل کو لگنے والی تھی اور تھی بھی صحیح مگر وہ اس بات سے یہ کام لینا چاہتا تھا کہ امیر معاویہ نے بیت المال میں مال جمع کر رکھا ہے اور اس کا شرعی طور پر کوئی جواز نہیں حضرت ابوذر حضرت ابوذر غفاری کی طرح سادہ لوح نہیں تھے بلکہ نہایت تیز رس ذہن کے مالک تھے انہوں نے سنتے ہی پکڑ لیا اور کہا تو کون ہے؟ جو ایسی فتنہ انگیز باتیں کرتا ہے۔ خدا کی قسم تو یہودی ہے۔ وہاں سے بھاگ نکلا مگر حضرت عبادہ بن صامت پکڑ کر اُسے امیر معاویہ کے پاس لے گئے۔ اور کہا اسی شخص نے حضرت ابوذر کو آپ سے اُلجھایا ہے امیر معاویہ سے ساری زندگی میں اگر کوئی غلطی سرزد ہوئی تو صرف یہ تھی کہ آپ نے اُسے دمشق سے نکل جانے کا حکم دیا اگر آپ اُسے گرفتار کر لیتے یا قتل کر دیتے تو اس فتنہ کا خاتمہ ہو جاتا۔ دمشق سے نکل کر وہ سیدھا مصر پہنچا مگر کوفہ بصرہ میں اپنے ہم خیال لوگوں کی اچھی خاصی تعداد چھوڑ گیا۔ اور دمشق میں بھی اس کی باتوں پر لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔

مصر میں اسے یہ سہولت حاصل ہو گئی کہ مصر مدینہ سے بہت دور تھا۔ یہاں صحابہ کرام کی تعداد بہت کم تھی۔ یہاں بیٹھ کر اُس نے کوفہ اور بصرہ میں اپنے حواریوں سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس کی پارٹی میں مجوس اور یہود کے علاوہ تمام سزایافتہ قسم کے لوگ یا ان کے رشتہ دار شامل ہونے شروع ہو گئے۔ گورنر کوفہ ولید کو ڈاکوؤں کے رشتہ داروں نے تبدیل کر دیا تھا۔ اب سعد بن العاص کوفہ کے گورنر تھے بصرہ میں ابن سبا کا ایجنٹ جبلة ابن سورا کام میں مصروف رہا مصر میں اُس نے اپنے فتنہ کو بیات سے بہت کر رہی تھی اور رجعت کے عقیدے کے پرچار سے ابتدا کی۔

ان الذی فرض علیہ لیلۃ الشرات البرادۃ الی معادہ جو قلعہ مکہ کے متعلق

پیشگوئی تھی رجعت کے معنوں میں بیان کرنے کا وہ بڑے درمندانہ لہجہ میں کہتا کہ ہر نبی کا وہی ہوتا ہے رسول کریم کے وہی علی ہیں چونکہ بنی اکرم خاتم الانبیاء ہیں۔

اس لئے علی قائم الدین بادشاہ ہیں۔

ابن سبا کو مصر میں دیکھا کہ وہ ملک کے محمد بن ابو بکر بن حسین بن علی کا حبیب تھا اس کی عمر تین سال کے قریب تھی کہ سیدنا علیؑ نے اس کی ماں سے نکاح کیا تھا۔ اس کی تمام تربیت سیدنا علیؑ کے گھر میں ہوئی۔

محمد بن حنفیہؓ، جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے جنھوں نے عرفات کے میدان میں سیدنا فاروق اعظم کو کہا تھا کہ آپ اسی ماہ میں شہید ہو جائیں گے یہ امور نہایت غور طلب ہیں اور اس بات پر حلاوت کرتے ہیں کہ اس سازش کا سلسلہ کہاں تک جا پہنچتا ہے۔

دینی فتنہ کے ساتھ ساتھ ابن سبا نے مختلف شخصوں میں بھیجے ہوئے اپنے ایک پیوں کو ہدایت بھیجیں کہ اپنے اپنے مقامات پر سیدنا عثمانؓ کے عاملین کی برائیوں بیان کرنا شروع کر دے۔ سمجھا روکنا جانتے تھے کہ یہ سب فتنہ ہے اور اپنے مشاہدہ کی بنا پر ان شکایات کو جھوٹ اور افترا سمجھتے تھے۔ مگر سبائیوں کا پروپیگنڈہ عوام کے ذہنوں میں اثر انداز ہوتا رہا تھا۔ اب اس کی پوری کے لوگوں نے اس کی ہدایت کے مطابق حق و باطل پر پکینڈہ کو ایک نئی شکل دی۔ یعنی بصرہ کے۔ یا یوں کہ کوئیوں اور مصریوں کی طرف اس قسم کے خطوط کھولتے شروع کئے کہ بصرہ کے عوام پر میرے بڑے بڑے مفالم تو رہے ہیں کو فتنہ کے سبب میں نے مسرور بصرہ کے لوگوں کو کھٹکا شروع کیا اور مصر کے سبائیوں نے بصرہ اور کو فتنہ کے لوگوں کو ایسی اطلاعات بہم پہنچائی کہ شروع کیں۔ اس سبائی فتنہ نے ملک میں ایک عام شورش کی سی کیفیت پیدا کر دی۔ بہر شخص اپنے مقام پر بے اطمینانی کی سی کیفیت محسوس کرنے لگا۔

سیدنا عثمانؓ ذوالنورینؓ دریا حال کیلئے اقدام کرتے ہیں | حسب شورشیں حد سے

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابن سبا نے ہزاروں صحابہ کرامؓ میں سے صرف سین علیؑ کی کاپی تحریر کیا نہ سرگرمیوں کے لئے ذوالکمال کے طور پر استعمال کرنے کے لئے کیوں غیب کا ہاتھ کھاتے، حلم و عفو، و شایار اور جو دھوکا صفات میں بعض صحابہ سیدنا علیؑ سے بھی بلند مقام رکھتے تھے۔

بڑھتے گئیں تو سیدنا عثمانؓ نے صحابہ کرامؓ کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا فیصلہ ہو کر کھفت شد۔ وہ میں چند چیدہ اصحاب کو دریافت حال کے لئے بھیجا جائے چنانچہ اساتذہ بن زید کو بصرہ محمد بن مسلمہ کو کوفہ عبداللہ بن عمر کو شام اور عمار بن یاسر کو مصر کا طرف روانہ کیا۔ یہاں اس بات کو بھی ذہن میں رکھئے کہ ابن سبا کو دریافت حالات کے لئے مختلف مہمیں کی طرف بھیجا گیا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی سیدنا عثمانؓ کے خصوصی یا ذاتی قسم کے تعلقات نہ تھے چونکہ حضرت عثمانؓ غاہر و باطن میں نہایت پاک طینت، پاک فطرت، نیک نیت اور نیک سرشت تھے اس لئے وہ دیانتداری سے صحیح حالات دریافت کرنا چاہتے تھے۔

آج جو بہ باطن قسم کے لوگ ان کی ستودہ صفات کو غامضی ذات پر متبہان باندھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو خصوصی رعایتیں دیں وہ ذرا اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ اساتذہ بن زیدؓ جنھیں بصرہ بھیجا گیا وہ اول المؤمنین زید کے بیٹے تھے اور اس لشکر کے سالار تھے جسے نبی علیہ السلام نے اپنی مرض موت کے دوران ہزار ہا اہل صحابہ کرامؓ کے موجود ہوئے ہوئے اس منصب پر فائز کر کے مدینہ سے تھمت کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جن کو شام کی طرف بھیجا گیا ان کے تعارف کی ضرورت نہیں۔ سابق یا الہدیٰ مسلمانوں میں سے تھے زید و تقویٰ میں اتنا بلند مقام رکھتے تھے کہ اہل صحابہؓ ان کا خصوصی طور پر احترام کرتے تھے۔ حق گوئی میں بے نیام تلواریں تھے۔ محمد بن مسلمہ کو کوفہ بھیجے گئے۔ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور سیدنا عثمانؓ نے ان کے زمانہ میں محسوس کیا کہ اسباب کے سبب براہ تھے اور تمام انتظامی امور ان کے متحرک تھے۔ عمار بن یاسرؓ کو مصر بھیجے گئے ان کی ذات بھی کسی تعارف کی محتاج نہیں اول الزکر ہر سہ اصحابؓ تحقیق و تحقیق اور دریافت حالات کے بعد واپس آ گئے مگر عمار بن یاسرؓ کو مفیدہ پڑا زول نے مصر سے واپس ہوتے ہی راستہ میں اس خطرہ سے شہید کر دیا کہ ان کے واپس مدینہ النبیؐ میں پہنچنے پر ہمارا حق نہیں ہے۔

لے: ہمارا واپس کے والدین شراؤپ کو دے دینے سے حالت غلامی اس وقت۔

سوائے مصر کے تمام مقامات سے قسطنطنیہ آئیں چونکہ تخریب پسند کردہ زیر زمین اپنی تخریب پسندانہ سرگرمیوں سے کام لے رہا تھا اس لئے نگاہ کوئی قدر نظر آیا اس کے باوجود سیدنا عثمانؓ نے اپنے تمام عاملین کے نام اور عام لوگوں کے نام میں مضمون ایک سرکل جاری کیا۔

میں جب خلیفہ ہوا ہوں ام بالمعروف اور بنی عن المنکر پر میرا عمل ہے اور میرے رشتہ داروں کا عام مسلمانوں سے زیادہ کوئی حق نہیں مگر مجھے مدینہ کے رہنے والے بعض لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ حکام لوگوں کو مارتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ اس لئے میں اس خط کے ذریعہ عام اعلان کرتا ہوں کہ جس کسی کو خفیہ طور پر گالی دی گئی ہو یا بیٹا گیا ہو وہ حج کے موقع پر کہ مغرب میں مجھے ملے اور جو حج اس پر ظلم ہوا ہو خواہ میرے یا کھنوں یا میرے عاملوں کے ذریعے سے، اس کا بدلہ

اور میرا شیعہ گزشتہ خفیہ جبہ تشریف کے مسلمانوں پر بدرفتاریات تک کر کھاتا ہے یہ نہ کہ ہمارے دشمنوں، نیکو شہید ہر کسی، وقت گذرنا ہم اسیدنا عثمانؓ پر بیچ بچہ گئے۔ جو بدی کی تعمیل ہو سکتی تھی باقی بھی یہ کڑم ایک ایک پتہ لاسرشتہ کر سیدنا عثمانؓ اور وہ انہیں لاسرشتہ بھی علیہ السلام آپ کو رکھ کر فرمان اقتدار علیہ الفتنۃ الباغیۃ نیچے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ آپ کی طبیعت میں یہ بد رفتاریات کے علاوہ نہوت پسندی کا رجحان بھی بدرجہ اتم موجود تھا۔ نہایت سادہ مزاج صاف سخن اور صلح کا شرب کے عامل تھے حضرت عثمانؓ نے جب آپ کو در بابت حال کے لئے بھیجا تو آپ کی عمر شریف کے قریب ۶۰ سال گذر چکے تھے۔ لیکن طبری و ابن خلدون ان کو معروض عبداللہ بن جبلة کے زمانے میں بنی خالد بن بکیم مروان بن حران اور کنانہ بن اشراف شامی کے وقت کو لیا (تخلیص طبری ص ۵۰) ابن خلدون جز ۱ ص ۲۱۵-۲۱۹ متحرک ہو کر لگے گمان کیا کہ وہ دھوکے سے قتل کر دیئے گئے ہیں دہریہ جلد ۲ صفحہ ۱۷ طبری کو کتاب ہے کہ اسے ملوث باغی گروہ نے حضرت عثمانؓ کے مخالف اور متبرک علیہ قاتل حضرت عثمانؓ کو افسانے لڑنے کے وقت سے مصر سے مدینہ آئے ہوئے دھوکے سے قتل کروا یا پھر مدینہ میں کو محصور کر کے شہید کروا یا طبری جلد ۲ صفحہ ۱۷۰ دراصل میں عثمانؓ نے قادیانیوں کے متعلق صلوات علیہ علیہ علیہ لسان محمدؐ کو لیا تھا (طبری جلد ۲ صفحہ ۱۷۰) فداؤں سمبھودی ص ۱۰۱ باقی اگلے صفحہ پر دیکھئے

وہ مجھ سے یا میرے یا تمہوں سے لے لے یا معاف کر دے اللہ تعالیٰ صدقہ کرتے و ول کو اپنے پاس سے جدا تیلے۔“

اس مختصر لیکن دردناک خط نے تمام عالم اسلام میں ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ سامعین بے اختیار رو پڑے اور بے ضعیف العرقہ کے لئے دعائیں کیں مگر کسی ایک فرد نے بھی آپ کے سامنے کوئی شکایت پیش نہ کی۔ اس کے باوجود آپ نے تمام عاملوں کو بلکہ گرفتارنش کی صورتیات کے عامل کہہ میں تھے تو امت سبائیکہ کو ان کی عدم موجودگی میں اور کھل کر کھیلنے کا موقع مل گیا۔

وقت گذرنا رفتہ رفتہ رہے مگر ضعیف العمر مظلوم خلیفہ دُھیل دیتے رہے گوج کے بعد امیر معاویہؓ نے مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ میرے ہمراہ شام میں یا حکم دیں تو میں فوج بھیج دوں مگر اُس صابر اور فدا رسالت الہی پر شاکر و عظیم انسان نے کوئی بات اپنے لئے پسند نہ فرمائی۔

رفیقہ عائشہؓ گذشتہ سفری مگر معلوم نہیں کہ اسے کھوس شہادت کے باوجود کتاب راولوں کو کسے جرات پیدا ہوئی کہ انہوں نے سیدنا عثمانؓ کو جنگ صفین میں بھیجا کہ سیدنا عثمانؓ کے خلاف جنگ میں کھڑا کر کے شہید کر دیا حالانکہ اسے عقلی طور پر بھی دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ۶۵ سال کی عمر کے ضعیف آدمی کا میلان جنگ میں پہنچ کر ہلکا تھا۔ کس حد تک صحیح ہو سکتا ہے اگر اسی یہ کہ زمانہ خلافت و ملکیت کو تاریخ طبری میں دو تمام باتیں تو نظر آئیں جو سیدنا عثمانؓ اور سیدنا معاویہؓ کے خلاف ہیں مگر سیدنا عثمانؓ کی شہادت نظر نہ آئی۔

ملعون علی انسان جو کھو کر وفات کے لئے بنی اکرم کا وہ ارشاد ملاحظہ کیجئے جو آپ نے نوری الخشب ذوالمرہ اور جو صلیب مقامات پر چمچ ہوئے دالے لشکروں کے متعلق فرمایا تھا یہی لگتے ہوئے بھو اور مہر سے سیدنا عثمانؓ کو شہید کرنے کے لئے ان مقامات پر پھیر کر لیا گیا تھا یہاں تک کہ بدیافتی ملاحظہ ہو کر بھی اکرم کے اس ارشاد کو رد قہر کر کے بولیں اگش کی طرف منسوب کیا جا رہے حالانکہ اس لشکر کا قیام ان مقامات میں جس کے کسی مقام پر نہ تھا عربوں یا شیعہ شہادت کے متعلق یہاں ایک تحقیق مضمون درج ہو چکا ہے۔ صحیحۃ الامارت کراچی کے شمارہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ کے صفحات ۱۸-۱۹ پر تاریخ موبکہ ہے۔

۱۔ سیانیہ مدینہ پہنچ گئی
نوبت باہجارسیدکے تخریب پسندوں نے زیر

زمین اچھی طرح طاقت بکری لڑی تو کھل کر سامنے آئے یعنی ایک فاضل سکیم اور ہر گرام کے تحت کوفہ، بصرہ اور مصر سے ایسے وقتوں میں مدینہ کی طرف روانہ ہوئے کہ سب بیک وقت مدینہ پہنچ جائیں۔

کوفہ سے چار لشکر روانہ ہوئے جن کا سردار عمرو بن اہم تھا اور اس کے ماتحت چاروں لشکروں کے سردار زید بن صوحان عبیدی، اشتر غنمی، زیاد بن نصر عارثی اور عبداللہ بن اہم تھے۔ اس لشکر کی تعداد چھ سو بیان کی جاتی ہے۔

اسی طرح مصر سے بھی چار لشکر روانہ ہوئے۔ ان کا سردار غاٹکی بن حرب علی تھا اور اس کے ماتحت عبدالرحمن بن عدیس بلوی، کنانہ بن بشر لیشی، سودان بن حراں سکونی اور قتیہ سکونی تھے۔ اس لشکر کی تعداد چھ سو کے قریب تھی۔

بصرہ سے بھی چار لشکر روانہ ہوئے اس لشکر کا سالار علی حرقوس بن زبیر عبیدی تھا۔ اس کے ماتحت حکیم بن جبذہ، ضریح بن عباد عبیدی، بشر بن شریح اعظم اور ابن الجرس بن عبد بن عمرو حنفی تھے۔ اس لشکر کی تعداد بھی چھ سو تھی ربرری

خلافت راشدہ (۶۳۵) بقول ابن سعد روایت ابی جعفر القاری باغیوں کی تعداد تو سو تھی۔ مگر کوفہ کو نہ دمو، بصرہ کے ایک سو، مدینہ کے اکثر مکین لوگ ان کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان کے عہدو بیان باغیوں کے ساتھ ہو گئے تھے چونکہ ابن سعد

سب سے قدیم مؤرخ ہے اس لئے اس کا بیان زیادہ صحیح ہو سکتا ہے۔
ملعونین علی لسان محمد
کوفہ کے لشکر نے اعرصہ کے مقام پر مصر کے لشکر کے
ذوالمرہ کے مقام پر اور بصرہ کے لشکر نے ذوقشب کے

واقعہ حاشیہ گذشتہ صفحہ، عمارہ باقی آدمی تھے ایک بار سیدنا حسن سے ابھرتے کرتیم سیدنا عثمانؓ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں کہتے تو غزوہ بدر میں ساروں کے ہتے چڑھ گئے اور جب وہاں سے واپسی کا ارادہ کیا تو مدینہ سے لوگوں نے انہیں راز کے خوف سے قتل کر دیا۔
(ذوالقیعہ الزمرہ مجاز ماہنامہ تذکرہ کراچی جولائی ۱۹۷۵ء)

مقام پر کھینچ کر لائے۔ یہی وہ تین مقام ہیں جہاں جمع ہوئے والوں کو نبی علیہ السلام ملعون فرما چکے تھے۔ اور تمام محققین، محدثین اور مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے حالت کی قسم ظریفی دیکھئے کہ ان ملعونوں نے سیدنا عثمانؓ کو شہید کرنے کے بعد سیدنا علیؓ سے ہاتھ پر جمعیت کی۔ اس لئے کہ صحابہؓ میں وہی دہا، امارت خلافت کے سب سے زیادہ آرزو مند تھے اور وہی دہا، ملا عنبر کے سب سے زیادہ ہمدرد تھے۔

ایک قابل تو نبی نہ تھے
مدینہ البقیۃ سے کوفہ، بصرہ اور مصر مختلف سمتوں میں واقع ہیں اور فاصلے بھی مختلف ہیں۔ ان کا بیک وقت مدینہ

پہنچنا۔ ان کے لشکروں کی تعداد کا برابر ہونا ہر لشکر کی تنظیم کا ایک جیسا ہونا کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ ایک بہت بڑی، گہری اور نہایت سوچ و کجیا سے تیار کی ہوئی سازش تھی۔ ان تمام لشکروں کی مجموعی تعداد اٹھارہ سو تھی یعنی

روایات میں انہیں تین ہزار بیان کیا گیا ہے۔ اگر تین ہزار والی روایات کو ہی صحیح مان لیا جائے تو وہ کون سے عوامل تھے کہ مدینہ البقیۃ میں عین مسجد نبویؐ کے سامنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے سامنے مسلمانوں کے

ضعیف العرب عظیم خلیفہ کو چالیس دنوں تک جھوک پایا سا تڑپا کر نہایت بے دردی، سفاکی، شقاوت، بربریت اور ظلم سے عین اس وقت ذبح کر دیا جاتا ہے جب وہ کلام پاک کی تلاوت میں مشغول تھا۔ آج یہ باور کرنے کی سعی لا حاصل

کی جاتی ہے کہ خلیفہ رسولؐ خود مدینہ البقیۃ میں تو خیر بڑی پسند نہیں فرماتے تھے مگر مدینہ البقیۃ کے پاس کے لئے اس محنت سے فتنہ انگیز، فکیت و قاتل اور باہمی گروہ کے خلق قمع سے کونسا امر مانع تھا۔ مدینہ البقیۃ میں اہل بیتؑ کے قتل کے سیکڑوں

سے تبادلوں کا یہ کراہہ موجود تھے۔ جنہوں نے قیصر کسریٰ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تھا۔ جن کے پاؤں کی ایک ضرب سے سمندروں نے رستے دیدئے

لئے: ہاں، یہ تو ایسی جہاں کی گردن کاٹنے کے لئے چھپ چھپ کر تھے ہیں حالانکہ وہ لشکرانہ مسائل سے انتہائی پرہیزگار نہیں تھا تھا۔

پہاٹوں پر لرزے طاری ہو گئے جن کے بازوؤں میں اتنی سکت موجود تھی کہ وہ اٹھارہ سو
بقول ابن سعد ۹ سو باغی ان کے سامنے پرکھا جتنی وقت بھی نہیں رکھتے تھے۔ گران
کی موجودگی میں چند سو دیکھتے چورسات ہفتوں تک مدینہ النبیؐ کی گلیوں میں مست ساندوں
کی طرح دندانے اور ڈکڑے جیسے رہے اور کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھا
گو یا مدینہ النبیؐ کے باسی تمام کے تمام اپنے گھروں میں دیک کر سمیٹے رہے آج یہ بھی باور
کرانے کی سعی لاحاصل کی جاتی ہے کہ قصر خلافت کے دروازے پر فلاں فلاں اصحاب
بیہرہ دے رہے تھے کہ تمام کچھ دبیاتے رنض کے ذریعے ہماری باتوں میں گھس کر کہا
اذان فذلوں کو سوسو کر رہے (اہم اندھا دھند تلقیہ راجع عقل کے مصداق اپنی تابیخوں
میں درج کرنے پلے عار ہے۔

عقل کہیں کس بات کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں کرچکے اساتذہ ہفتے نوادار اٹھا کر سوکے درمیان ایک لشکر لڑنے کی مقامی تعاون کے یوں پر سے جانے پڑا رہا ہو اور ہفتے نوادار تین مقاموں پر جمع ہونے والوں کے متعلق بھی ایک کتا یہاں اشارہ کر ان مقامات پر جمع ہونے والے ملعون ہوں گے، کیا کسی کو بھی یاد نہ آیا وہ کچھ اس کی کیا وجہ کہ مصوبات کے عاملین نے اس عزم میں کوئی امداد ہی شکر نہ سمجھا؟

نبی اکرم کا دودھ ادا داما جس سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے۔ جو صلہ حدیبیہ کے موقع پر جودہ سوصحابہؓ نے اپنے حنت کی بشارت کا سبب بنا رہے تھے نبی نے کہا اگر میرے گھر اور بیتا بھی ہمیں توہین کیے بعد دیگرے اس کے نکاح میں دے دیتا جس نے مدینہ میں حبیبیہؓ پانی کا چشمہ خرید کر خربزہ مسلمانوں کے لئے وقت کیا جس نے حبش عسرت کے موقع پر نقد شکر کے لئے سامان جنگ پیش کیا جس نے خذافہ فاروقی کے زمانہ میں شہر بے قحط کے دوران سفیروں اونٹوں پر بارغلہ مواد انٹوں کے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا جس کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اس کا حق سے زندگی بھر اپنے

سُتر کو نہ چھوڑا جو ہاتھ برعیت کے دقت اپنے پیار سے نبی کے ہاتھ میں دیا تھا جس کے ہاتھ کو نبی نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ اور یوں اپنے مکان میں نہایت شقاوت اور بے دردی سے ذبح کر دیا جائے اور مذبح کے وہ جہانگیر کو جہانگیر مارا ہو گا زنی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں جو بارگاہِ موت سے آنکھیں لڑا یکے تھے۔

افسوس کہ اُمتِ سبائینہ نے نہایت عیاری، سکاری، چالاک اور فریب کاری سے اصل حالات آنکھوں سے اوجھل کرنے کے لئے مشا جرات صحابہؓ کی آڑ میں ہمارے مؤرخوں کو اس غلط راستے پر چمکا دیا۔ یہ سہلانے کی ہمہ شریعت کی منفی آج کل ردِ ادواں سے میرے سامنے میرے وجدان نے جو راستہ پیش کیا ہے وہ کوئی معمولِ جھلیوں کی گھائیوں سے نہیں گذرنا اور نہ ہی کسی سربابیں باکرہ جو ہا ہے۔ بلکہ وہ حقائق و شواہد کی ایک تاپہراہِ اعظم ہے جسے سودا الاظم کی نظروں سے اوجھل کرنے کے لئے اُفقار نے غفلت پر محبوب تڑا شے زہریب فریزرب تیار کیے اور سودا الاظم کے وہ بزعمِ خویش محقق و مبصر اور توخ اندھا دُعا انہی کی کسی کہنے میں مصروف ہو گئے اور سب بڑھ کر کھڑے مگر طبعی یہ کہ اسی سودا الاظم کے بعض بزعمِ غلط قسم کے بزعمِ خویش محققین نے اُفقار کے ساتھ مضبوط کرنے اور عوام کو گمراہی کی طرف لے جانے کے لئے خذوفت و ملوکیت جیسی کڑے افترا برپائی گئے ہیں بلکہ کراچی نسلی عصبيت کو تکیں دینے کے سامان بہم پہنچانے کیا اس قسم کے سستی نما رافضی دنیا کے اندر مردوں میں موجود تھتھ و لقیثا جوابِ اشیاء میں ہو گا تو یہ اگر اس انکشاف و تحقیق کے آئینہ میں ایسے لوگوں کے افترا و بہتان منبہ ہو گا کہ گشتِ زمانہ میں ان کی زبانیں کون نہر کر سکتا تھا۔

منگہ باز گشت فاروق اعظمؓ کی شہادت کا انٹرسحابہ کو غم ہے مگر کھل کر بات نہیں کرتے۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کی محنت دینے کے لئے سبائی گورہ قرہ قریبہ سبھی جیستی علی الاعلان منادی کر رہے ہیں۔ سب سستے ہیں مگر خاموش ہیں بچہ کریمؑ اور بچہ سے کر کوئی سوزِ گھل کر بات نہیں کرتا۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان مسلمان نمائندوں اور مجوسیوں کے پیچھے کوئی بہت بڑی

طقت کا زراعتی اور دینی پیش آنے والے واقعات نے تمام حقائق بھی واضح گات
طور پر پیش کر دیئے مگر یہ ادراک سے

تمہیں سے دس کے ساری داستان سے یاد ہے اتنا
کہ عالمگیر نے دشمنی کا طم تھاں تھاں

ہستان پہ بھی سید عثمان کی ذات گرامی پر!

ایلیان مدنی کی اٹھارہ سو باغیوں کے سامنے بے بسی
گو گذشتہ صفحات میں
واضح طور پر اصل حقائق
کے تیرے سے نقاب کشائی کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر ایک بار ہمیں آپ کو چند لمحوں
کے لئے چھپے جاتے ہوئے آپ کو مجبور پانا ہوں۔

اسلام نے مدینہ النبی کے تمام مسلمانوں کو اکٹھا کر کے مہاجرین مکہ کا بیانیہ دیا تھا
اور مسلمانوں کی تعلیم کا نکتہ نے یہ بود و کردار سے نکال دیا تھا۔ مگر اس وقت
یعنی انصار کے در قبیلوں کے دلوں میں پرانی عداوت کے کچھ دھندے سے نفوذ ہوا تھا
تھے۔ اور مدینے کے منافقین اور فاجر السیدیوں کی رشید دواہوں سے کبھی کبھی اس
عداوت کی رکاوٹیں سے کوئی جنگاری سلگ اٹھتی تھی۔

نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عمر بن الخطابؓ، ابو بکر صدیقؓ، جراح اور دیگر
بڑے بڑے صحابہؓ مسیح بنویں ہیں اس ساتھ عظیم پر سادت و جبران پیچھے تھے اور سیدنا صدیق اکبرؓ
اور سیدنا علیؓ رسول اللہؐ کی تجویز و تکیہ میں مشغول تھے۔ طبقات ابن سعد کی روایت
کے مطابق عمرؓ نے ابو عبیدہ بن جراحؓ کو کہا یا تمہارے ساتھ میں آپ کی بیعت کروں
کیونکہ رسول اللہؐ کی زبان مبارک سے آپ کو امین الامت کا خطاب مل چکا ہے۔ مگر آپ
نے انکار کر دیا اور کہا تمہیں معلوم نہیں ہم میں ثانی النین اور صاحب رسولؐ موجود ہیں
ابھی وہ ان باتوں میں مشغول تھے کہ تقیہ جو سادہ میں انہیں انصار کے اجتماع کی خبر
ملی حضرت عمرؓ نے یہ سن کر ہی سیدنا ابوبکرؓ کو بلا دیا اور اس واقعہ کی خبر دی مگر آپ نے دنیا
کر نبی علیہ السلام کی تجویز و تکیہ میں کے مقابلہ میں ادنیٰ کام کام نہیں۔ مگر سیدنا فاروقؓ عظیم

نے جواب دیا کہ انصار کہہ رہے ہیں کہ ایک ایسے ہم میں سے ہر ایک مہاجرین میں سے اور ہم اس
اہمیت میں انتہائی طور پر شہادت و افتراق کا سبب ہوگا۔

حالات کی نزاکت کے پیش نظر یہ تینوں اصحاب تقیہ میں پہنچے وہاں سعد بن عبادہ
کبیل اور صفیہ درمیان میں بیٹھے تھے خدا انہیں راستہ گام اس وقت انصار اپنی مرضی کے مطابق
سعد کو غلیظہ بنا لیتے تو مہاجرین کے لئے مدینہ میں دنیا تنگ ہو جاتی۔ منافقین اور یہود
انصار سے اپنی مرضی کے مطابق کام کے مہاجرین کو مدینہ سے نکالنے میں بھی دریغ
نہ کرتے۔

انصار خلافت کے لئے اس حد تک تیار تھے کہ ایک انصاری نے اُٹھ کر کہا کہ ہم
اللہ کے انصار اور اسلام کا لشکر ہیں اور اسے مہاجرین تم قلیل التعداد ہو اور اس کے
باوجود ہمارا حق غصب کرنا چاہتے ہو۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ سیدنا ابوبکرؓ نے نہایت
 نرمی سے ان کو جواب دیا مگر ان کا ہوش و خروش بخیر نہ بڑھا۔ چنانچہ حباب بن منذر
انصاری نے کہا اے انصار! امامت اپنے ہاتھ میں رکھو۔ کیونکہ یہ لوگ تمہارے
مطیع ہیں۔ کسی میں تمہارے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہ ہوگی تم عزت، ثروت
تجربہ، بہادری اور دیرپائی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ ہم مہاجرین کے ساتھ زیادہ سے
زیادہ یہ رعایت کر سکتے ہیں کہ ایک امیر ہوں گے، ہو، ایک ان میں سے ہو۔ حبابؓ کی تقریر
ابھی جاری تھی کہ سیدنا فاروقؓ عظیمؓ کمرے ہو گئے اور کہا ایک میان میں دو دلوں میں
جمع نہیں ہو سکتیں۔ اللہ کی قسم عرب کبھی بھی تمہیں امیر تسلیم کرنے پر رضا مند نہیں
ہوں گے۔ عرب صرف ان لوگوں کی امارت پر رضا مند ہوں گے جن میں نبی علیہ السلام
مبعوث ہوئے اگر کسی طبقے نے مہاجرین کی امارت سے انکار کیا تو اس کے خلاف
مہاجرین کے پاس دلائل ظاہر اور باہین قاطع موجود ہیں اس معاملہ میں مہاجرین
سے مجبوراً کرنے والا باطل کا پیروکار، گناہوں سے آلودہ اور ہلاکت کے گڑھے میں
گرنے والا ہوگا۔ حبابؓ نے فاروقؓ عظیمؓ کی بات کاٹ کر کہا اے گروہ انصار! تمہارا
یہی تلواروں کی بدولت اسلام کو شان نصیب ہوئی ہے تم نے ہی اسلام کو

اگر تم چاہو تو اُسے اس شان و شوکت سے محروم کر سکتے ہو فاروق اعظم نے یہ سکر کہا اگر تم نے اس قسم کی کوشش کی تو اللہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔

بقول طبری جہان نے یہ سکر تدار سونے کی لیکن حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر تدار پھینکی اور سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے اور نبیدہؓ نے یہ صورت حال دیکھ کر عمرؓ کو روکا اور انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا اے انصار تمہی تھے جنہوں نے اس رہن کی نصرت و حمایت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا اور تم جن سب سے پہلے اس کی تباہی کے درپے ہو رہے ہو یہ سکر نہیں سنو انصار کی خرز بجی ہے کہا اللہ کی قسم اگر مجھ ہمیں شریکین سے جہاد کرنے اور دین میں سبقت کرنے کے معاملے میں مہاجرین پر فضیلت حاصل ہے لیکن ہم نے یہ سب کچھ محض رضائے الہی کی خوشنودی کے لئے اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کیا ہے۔ اللہ ہی ہمیں اس کی جزا دے گا۔ پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا رسول اللہؐ قریش میں سے تھے ہم اس بات سے میں ان سے جھگڑا نہیں کرنا چاہتے۔ ریشہ کی باتیں سکر سیدنا صدیق اکبرؓ نے انصار کی طرف دیکھا مگر ہذا تھا کہ ریشہ کی بات نے ان پر اثر انداز کیا ہے۔ انصار کو مخاطب کر کے کہا یہ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ بیٹھے ہیں ان میں سے جس کی چاہو بیعت کر لو۔ اس وقت شور و غوغا بڑھ گیا تو یک بخت عمرؓ اٹھے ابوبکرؓ کو کہا باقیہ بڑھائیے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی حلف ابو عبیدہؓ نے بھی بیعت کر لی ریشہ بن سعد اور دوسرے انصار نے بھی بیعت کر لی ابوبکرؓ بنی نبیہؓ رہیں اوس نے اپنے قبیلے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اللہ کی قسم اگر غرض ایک بار بھی خلافت پر باقی بن گئے تو انہیں ہمیشہ تم پر فضیلت حاصل رہے گی۔ یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی۔ مگر سعد بن عبادہ اپنی ضد پر اڑے رہے۔

ابن سعدؓ یہ کہتے ہیں کہ ثقیف جو سا عہدہ میں جو کچھ ہوا وہ ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت ہوا مگر سطور بالا میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ تمام تاریخوں کا کتب باب ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو کچھ ہوا اچانک ہوا اور بائیں خبر راری طور پر ہوا۔ دوسرے روز مسجد نبویؐ میں عام ہیئت ہوئی۔

بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ خط سیدنا علیؓ کے ایما سے لکھا گیا تھا۔ چنانچہ انس میکلو پیڈیا برٹانیکا کا بیان ایڈیشن جلد ۲۵ پر یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"THE HISTORY OF THE LETTER TO ABDULLAH
BIN SARAH SEEMS TO HAVE BEEN A TRICK
PLAYED ON THE CALIPH WHO SUSPECTED
ALI OF HAVING HAD A HAND IN IT."

مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ خط نہ تو امیر مروانؓ لکھا سکتے تھے چونکہ انہیں ان کے لکھنے پر ہی عبد اللہ بن مسروح مصر سے روانہ ہو چکے تھے اور نہ ہی اس قسم کے خطوں کا فعل کا سینا علیؓ نے اسے ارتکاب ہو سکتا تھا۔ یہ سب بدعاشی اُنہی بلویوں کے

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) تاریخ فقہ میں ہے کہ حضرت مروان فقید عالم اور اسی وقت خلافت قرآن میں من اقل و الناس مشہور تھے۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ امیر مذکور کا مرنے سے پہلے امیر معاویہؓ حضرت مروانؓ کو اپنا جانشین بنانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ وہ کتاب اللہ کے قاری، الفہم کے دین کے فقید اور حدود اللہ قائم کرنے میں شدید ہیں۔ الباری و النعناعیہ جلد ۲۵)۔

حضرت جعفر صادقؓ راوی ہیں کہ جب حضرت مروانؓ کے مستدائے خلافت ہونے کا وقت آیا اور لوگ ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے خیمہ میں رکھی ہے اور آپ کا کام باگ کی تلاوت میں مشغول ہیں۔ صبح امام شافعیؒ میں ہے کہ حضرت مروانؓ کی امامت میں حضرت حسنؓ حسینؓ غازیں ادا کرتے تھے۔

آخر عبد اللہ بن زبیرؓ کی غلطی کے نتیجے میں یہ عظیم ہستی مع عیال و تثن پنج گئی اور اپنی بے شمار صلاحیتوں و عقولوں، صلاحاتوں کی دیر سے عام احتیاج میں مستند خلافت کی زینت بنی تھیں اور حقیقت خلافت و ولایت مصنف علامہ محمود احمد عباسیؒ (۳۹۲-۴۰۰ھ) مگر مصنف خلافت و ولایت کو حضرت مروانؓ کے ہم عصر ہونے کے علی الرغم چودہ صدیاں گزرنے کے بعد ان میں وہ تمام برائیاں نہ آئیں جو کسی وقت کا کتاب میں مصنف کو مل سکیں۔

کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوئے تاریخ عالم ایسی مثال پیش کرنے سے قہر ہے
یہ شہبازِ حریت یک وقت سکندر بھی تھا اور بلی بال بھی سیما نہ نہ بھی تھا
اور شیعہ وقت بھی ہمیشہ دوران بھی تھا اور نو شیروان زمانہ بھی امور سلطنت
پراس کی نظر اس قدر گہری تھی کہ تمام ممالِ حکومت اپنے اپنے مقامات پر بیٹھے
کا نیتہ رہتے تھے۔ وقتی طور پر جس طرح صدیق اکبرؑ کی خلافت کے وقت اختلاف
رأس کی جزا تک دب گئی تھی وہ فاروق اعظمؓ کے زمانے میں بھی دلی رہی مگر جب
فتوحات کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا اور جیسی غلامِ مدینہ میں پہلے شریعت چمکتی اور
انہیں سینہ علیؑ کی نگہداشت میں رکھا گیا تو ہزاران وغیرہ نے جو ایک نہایت شامِ عمار
مکارہ چلائے اور جہادِ عہدہ انسان تھا۔ اور عرصہ تک ایران کے ایک صوبہ کی گورنر
رہ چکا تھا۔ مدینہ النبیؐ کے کد شتر حالات کا مطالعہ کر کے ایک نیکو پرست اور زہر
زہین ایک تخریبی تحریک کی بنیاد رکھنے میں منہمک ہو گیا۔ افرادی قوت اس کے پاس تھی
سیدنا فاروق اعظمؓ کے زائدانہ اور متفقہ رویت سے جو لوگ ناگواری محسوس کر رہے
تھے ان پر یہودی کبیرہ کا یوں کا غیر محسوس طریقہ سے اثر ہوتا رہا فتوحات کی کثرت
نے ماب و دولت کے انبار لگا دئے تھے۔ وہ نئی ہو جس نے اپنا لئے اسلام کی تائید و
زور لایا سیدنا کا عشرِ عشر بھی نہیں دیکھا تھا اور اسلام کی شان و شوکت کے دور میں
جوانی کی سرحدوں پر قدم رکھا تھا۔ اس کے خیالات میں خشکی نہ تھی ہر موزخ نے
خلافتِ راشدہ کے زمانے میں واقعاتِ تلمیذ کرتے ہوئے قطعاً اس بات کو نظر انداز
کر دیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی اکثریت دورِ حکومت سے آگے بڑھ کر عالمِ پیری کے دوازدہ
پر دست تک دے رہی تھی اور معاشرہ میں ایک قسم کے اجتماعِ الصنفین کی کیفیت
پیدا ہوتی چلی جا رہی تھی۔ ان حالات میں یہود و جوس کی تخریبی زیر زمین سرگرمیوں کی
اگر کوئی خبر ظاہر بھی ہوتی تو زورِ ان طبع کے خیال میں جبکہ وہ ایک عظیم فاروقِ قوم کے
نوبال تھے خض چند مہینہ گوں کا ٹرانا تھا۔ اور لوگوں نے اس لئے سلیقہ نہ کیا کہ ایسا فتنہ
کیا ہوگا جو سبھی میں تاریخِ واقعہ طور پر بیان کرتی ہے کہ اس زیر زمین تخریبی تحریک سے اکثر متنبہ
واقف تھے۔

فاروقِ اعظمؓ کے خلافتِ حریک سے اشرار کا وقت

ان سید کو کھانہ سے عرفات میں
کے حج کے موقع پر فاروق اعظمؓ نے
لوگوں کو کچلے اور دامنِ شغول دیکھا تو خوش ہوئے حذیفہؓ موجود تھے انہوں نے کہا فتنہ
بر ایک دروازہ لگا ہوا ہے جب وہ توڑا لایا گیا یا کھولا گیا تو وہ فتنہ لنگے گا عمرؓ پر سنکر
گھبرا گئے اور پوچھا وہ کونسا دروازہ ہے اور اس کا کھولنا یا ٹوٹنا کیا ہے۔ حذیفہؓ نے
کہا ایک شخص مرے گا یا قتل کیا جائے گا (طبقات جلد سوم، ص ۱۸۱) حذیفہؓ کے ان لکڑی
کے ٹھیک سترو روز بعد سیدنا فاروقی اعظمؓ شہید کر دیے گئے کیا حذیفہؓ کے ان الفاظ
سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس سازش سے باخبر تھے۔ اور اگر یہ سازش صرف جوس
یا یہودی کی تیار کردہ تھی تو حذیفہؓ کو تمام واقعات بیان کرنے سے کونسا امر مانع تھا۔
اسی حذیفہؓ کا بیٹا محمدؓ اور محمدؓ کے دو بیٹے امیرؓ ابن سبأؓ کے معتمد خاص تھے۔
اسے بھی اجماعِ ترین آپ گھر بیٹھے۔ ماضی دور میں بھی دوسرے لوگوں کو بتایا گیا یہ
یہودی یعنی کعب جہاد تھا ہے کہ عمرؓ جنہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہیں

لہ: سیدہ ام کلثومؓ نہ سیدنا علیؓ سیدنا فاروق اعظمؓ کی حرمِ محترمہ تھیں شیعہ مذہب کی تمام
امہات الکلب میں اس نکاح کا ذکر نہ ہو ہے مگر شیعہ سنی امہات النسب سے نہ صرف کہ رے لگائے
جاسے ہیں کوئی کافر لایا بیٹے بچے کے نکاح میں دھمکی اب الکار کی صورت نے ان کے جب یہ شکل
کی۔ اپنی معتبر کتب کو کیے جھٹلایا جائے تو وہ ایسے سو قیادت اور مبتدل حربوں پر آئے جن کی زور
سے علیؓ بھی نہ بچ سکے۔

سیدہ ام کلثومؓ سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے لیکن سے تھیں چنانچہ ملاحظہ فرمائیے ان کی اہم کتاب
اعلام الاربعہ یا اعلام الہدیۃ فی ائمہ الہدے المعروفہ تاریخ آلِ علیؓ علی الفضل بن الحسن الطبرسی
متوفی ۵۲۰ھ مطبع خزانہ کتب اسلام
الیابہ الخاص فی ذکر اولاد امیر المؤمنین علیہ السلام در اول دہم
۱۰۱۱ھ

عمرت نہ پایا ماشاء اللہ میرے مہبت کے رتبے نے مجھے مسجد پیدا کیا ہے پھر اپنے کو کعبہ کو بلایا اور پوچھا کہ اس نے کہا تا وقتیکہ آپ جنت میں داخل نہ ہو گئے ذی الحجۃ نہیں ہوگا ہم آپ کو کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ آپ ہشتم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو جہنم میں گرنے سے بچائیں۔ یہ طہارت ابن سعد حصہ سیم (۳۱) جو کچھ عذیفہ نے کہا وہی کو کعبہ نے کہا اور پوچھنا پڑتا ہے کہ فارق اعظم ذرا سختی سے انہیں پوچھتے تو تمام حالات سامنے آ جاتے اور سادہ دل کی تمام کمزوریاں بے نقاب ہو جاتیں۔

شہادت سے تین روز پہلے فرزند محوسی آپ کو قتل کرنے کی وارنگ دیتا ہے ایک معمولی محوسی غلام کو یہ حرارت کیسے پیدا ہوئی کہ فارق اعظم جیسے دہرہ دلفن کے

عقیدہ مارے گذشتہ صفحہ (۱) واسعا و هم دھم سبۃ عشر شہرت لدا ذکر و انشی الحسن والحسين و زينب الكبرى و زينب الصغرى المسكفة بام كلثوم أمهم فاطمة الزهراء سيدة نساء العالمین بنت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہما اصبحتی الی ان قال و اما ام کلثوم فعنی التي تزوجها عمر بن الخطاب وقال انما بانا انه اما زوجها انه بعد مراحله کثيرة و اختلفا شدیداً و اعتلال علیہ لشیئ لیدلشی حتی الحیاة المضرة ان ان ردها الی العیاس بن عبد المطلبی فردها حیاً و ایتھی (بکرمیر و انما بعض شان) تیسرے جہر :-

پانچوں باب نامہ المؤمنین علیہ السلام کی اولاد اور ان کے دکن میں جو ستائش تھے۔ دکن کے تھے ان کے نام تھے حسن حسین، زینب الکبریٰ، زینب الصغریٰ جن کی کثرت ام کلثوم تھیں ان سب کی ماں فاطمہ سیدہ ام سلمہ تھیں جو نبی علیہ السلام کی دختر تھیں۔ اور ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے ہوا تھا :-

ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ یہ نکاح بڑی جوش و خروش کے بعد ہوا تھا اس جھگڑنے سے ہاں تک طویل کھیجا تھا کہ عمر عباس بن عبد المطلب کے بیٹا ہیں ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے ہوا باقی اگلے صفحہ پر

حامل خلیفہ کو علی الاعلان قتل کی دھمکی دے۔ ان واضح شواہد کی موجودگی میں کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ فارق اعظم کی شہادت کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کا ہاتھ نہیں تھا؟ صرف چند نو مسلم یہودی یا عیسوی اپنے اندر اقدام شہر نہیں رکھتے تھے۔ غور کیجئے کہ اس سازش کے پیچھے کونسا خلیفہ ہوا تھا؟ اگر وہ سازشی لوگ معمولی حیثیت کے تھے تو کعبہ اور حذیفہ دلی زبان میں اظہار بحالات کے بعد خاموش کیوں ہو گئے؟ انہیں کس کا دھمکا یا انہیں نئی حکومت میں کسی عہدہ کے ملنے کی توقع تھی بہر حال صورت جو بھی تھی یہ بات پایہ یقین تک صحیح ثابت ہوتی ہے کہ اس سازش کو کسی اہم ترین شخصیت کی حمایت اور سرپرستی حاصل تھی۔ اور سیدنا فارق اعظم اپنی قبلی پاکیزگی اور حسن ظن کی بنا پر اپنے قتل کی خبریں سن کر بھی خاموش رہے۔

ایضاً مارے گذشتہ صفحہ (۱) اس بات پر متیقن ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت سیدہ پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں ان کا پانچ اور لڑکی تھیں جن میں سے حسن حسین ام کلثوم اور زینب کے حالات ہر ذوق کی کتب میں موجود ہیں (دراصل طے ہوا کہ ان کوں انشا پر ملکہ صلا) سیدہ ام کلثوم سیدہ فاطمہ اور فارق اعظم کے نکاح میں تھیں۔ سیدہ زینب کا نکاح عبد اللہ بن جعفر غسانی سے ہوا۔ سیدہ زینب اپنے بھائی سیدنا حسن کے ساتھ عازم کربلا ہوئیں تو شہر مدینہ کا ملک نہ دیکھیں تو سیدنا محمد اللہ صلا علیہ وسلم نے ان کا عملی انتظام اپنے پاس کر دیا آج کو جو کتب صحت اور محمد کو آپ کے پیشے کہتے ہیں انہیں تاریخ سے قطعاً کوئی شائبہ نہیں ہو رہا عبد اللہ کے بھائی یعنی سیدہ زینب کے دو بھائی تھے سیدہ ام کلثوم یعنی سیدنا فارق اعظم کی بیوہ سیدہ فاطمہ کی شہادت کے بعد پہلے عوان نے نکاح کیا کہ ان کے منے کے بعد محمد نے اور ان کی وفات کے بعد ابی جعفر عبد اللہ کے نکاح کیا۔

واقف کہ ان کے بعد جب فاطمہ فوت ہوئی تو حسن بیٹا اور ہلال سے عازم مدینہ ہوئے تو زینب اپنے سوتیلے داماد امیر مزیدہ کے پاس لوگ سے اس قدر متاثر ہوئی کہ تین دنوں میں وہ لوگ اس کی زندگی کے نکاح میں ام محمد ثابت عبد اللہ عقیق سیدہ زینب کا مزار آج تک دفن میں موجود ہے اس معلوم فرقہ خلافت کے لوگ کسی حجت الحق وادب میں رہتے ہیں واضح تاریخ شہادتوں کی موجودگی میں جو بڑے بڑے گھڑے چلے جا رہے ہیں اس نکاح کے متعلق میں اپنی تائید تمام صحابہ میں وضاحت سے ذکر کر چکا ہوں باقی اگلے صفحہ پر

خلافت عثمانی

سیدنا فاروق اعظم نے نہایت سے پہلے سے خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک چھوڑ گئی مشاورتی کونسل تشکیل دے کر فرمایا کہ یہ اصحاب اپنے ہیں سے کثرت رائے سے جسے نوزد میں خلیفہ منتخب کریں اس کونسل کے اراکین میں اپنے بیٹے عبداللہ کو بھی شامل کیا مگر ساتھ ہی حکم کیا کہ عید اللہ صرف بطور ایک میشر کے کونسل کا رکن ہے اسے خلیفہ منتخب کیا جائے طویل بحث و تمحیص اور چھان بین کے بعد سیدنا عثمان کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔

مگر باز گشت

سیدنا صدیق اکبر کی خلافت کی انعقاد کے وقت بھی سیدنا علی کی آرزو پوری نہ ہو سکی۔ فاروق اعظم کی خلافت کے وقت بھی آپ مجرم رہے۔ اب تیسری بار بھی آپ کا بیاب نہ ہو سکے۔ اور اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سیدنا علی کے ہمتواؤں کی تعداد بھی خاصی تھی۔ کچھ ایسے ہی عوامل تھے کہ صرف اٹھارہ سو باغی کچھ سات ہفتے مدینہ میں نہ مانتے پھر تہیں اور آخری شریک کے دوسرے داماد کو نہایت بے دلی سے ذبح کر دیتے ہیں اور سیدنا علیؓ کے ساتھ پرست خلافت کرتے ہیں گویا یہی لوگ آپ کے فرقہ پر تاج خلافت رکھتے ہیں۔

راقبہ تاریخہ مؤرخہ صفحہ ۳۱۰ میں اس کی ایک دلکش روایت سے موجود ہے۔

۱۔ ذوق کا بی طرد ۱۳۵۰ء بطور تذکرہ میں اس کلام پر ملاحظہ کیا جائے۔

۲۔ انصافی شریعت اصول کا بی طبع تذکرہ گزرا بلکہ جو سرم با لک ۱۵۷۲ء ۲۸۲۔

۳۔ الاستبصار علی ما فی معنی طبع سنجہ ۱۵۷۱ء (۲) تہذیب (۵) شافی۔

۴۔ ابن ابی الجوزی، جز ۱، فی ۱۲۰۰ء مطبوعہ دار الکتاب العربیہ، مصر، مجلس لونیٹن (۸) صیغہ صمدیہ، خارجہ و جریہ، بشرق قرآن فی ۱۰۰ کتاب نہایت (۱۵) الفرق (۱۳) حیات القلوب و فرہ سیدہ ام کلثومؓ کا تذکرہ میں موجود ہے۔ آپ کا وہ خط نام شہرہ گوشت میں موجود ہے، آپ کی نام خاوندہ زینت کلاہ شیمان کو فرماتے ہیں کہ انا فی کتبہ میں مولانا علامہ البدریوں کو نام کلثوم کے وجود سے انکار کرنا کثرت ہونی نہیں بلکہ سیدہ ام کلثومؓ مدینہ حاضر کی بڑی اولاد متعین جیساکہ علماء اصول کی ان روایات سے معلوم ہوتا ہے جو سیدہ ام کلثومؓ سے منقولہ ہیں اور وہ صحابہ کے متعلق ہیں

بلوائی مدینہ النبی میں

گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ کوفہ بصرہ اور مصر کے ملعونین علی لسان محمد مدینہ سے باہر تین مختلف مقامات پر خیر زن ہوئے اس کے بعد سب سے متفقہ طور پر تھکید کر کے ریادین الفجر اور عبداللہ بن ابی اسلمہ کو اندوازی مطہرین کی خدمت میں بھیج کر مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت چاہی مگر مہات المؤمنین نے دھمکا دیا پھر ان مصر علیؓ نے اس کی کفر بپوش کیا اس کو اول اول بعدہ طحہ کے پاس پہنچے مگر وہاں سے بھی دھتکار دے گئے۔ آخر انہوں نے یہ درخواست کی کہ بعض عورتوں کے اعمال بدل دے جائیں چنانچہ مصریوں کے ساتھ محمد بن ابی بکرؓ جو سیدنا علیؓ کا ریب تھا بطور عامل روانہ کر دیا۔ وقتی طور پر یہ بلا بظاہر ٹل گئی۔

محمد بن ابی بکرؓ

محمد بن ابی بکرؓ میں اس کے سوائے کوئی خوبی نہ تھی کہ وہ سیدنا ابوبکرؓ کا بیٹا تھا۔ وہ اڑھائی تین سال کی عمر کا تھا کہ سیدنا علیؓ نے اس کی مان نکاح کیا تھا اس کی تمام تربیت سیدنا علیؓ کے گھر میں ہوئی۔

بلوائی دوبارہ مدینہ میں

ابھی اس واقعہ کو گذرے وقت پھر بھی نہیں ہوا تھا اور لوگ اطمینان سے اپنے کاروبار میں مصروف تھے اور بعض مساجد میں مصروف عبادت تھے کہ اچانک بلوائی مدینہ میں داخل ہو گئے اور مسجد نبویؐ اور قمریہؐ کا محاصرہ کر لیا۔ اور تمام مدینہ کی گلیوں میں منادی کو لادی کہ جس کی کو باغی جان عزیز ہو اپنے گھر میں بیٹھا رہے سیدنا عثمانؓ کا قاعدہ مسجد میں جا کر نماز پڑھاتے رہے ابلی مدینہ نے اس اچانک اختلاس سے ڈرا سمجھا لایا اور باغیوں سے بوجھ کر تہم تو ملتی ہو کر اپنے اپنے مقامات کی طرف واپس روانہ ہو گئے تھے اب دوبارہ جمع ہو کر کیوں واپس آ گئے جو سب سے بالاتفاق جواب دیا کہ تم سب اورتشقی سے واپس جا رہے تھے کہ راستے میں ایک شخص کو دیکھا جو صدقہ کے اذن پر مسوا کر رہا تھا ہمارے سامنے آتا کبھی پیچھے ہٹ جاتا بعض بعض آدمیوں کو اس پر شک ہوا تو اسے بجز کڑی تشکیلی۔ اس سے ایک خط برآمد ہوا جو حضرت عثمانؓ کا لکھا ہوا تھا جس میں اس دالنے۔ صر کو بادیت ہے کہ میں دقت۔ قدر واپس پہنچاؤں ان میں سے فلاں فلاں کو قتل کر دیا جائے، فدا کی کی وادھیاں مؤثری جاتی ہیں

کے مرتبہ پہنچے تھے اس لئے اب یوں نام کاملٹ کریمان ان کے لئے ناقابل برداشت تھا۔
لہذا خط کامضمون تیار کر کے تمام اپنے اپنے شہروں کو بظاہر روانہ ہو گئے اور اسی سوچی
سمجھی سکیم کے تحت عین بین منازل کا سفر کرنے کے بعد واپس آ گئے خط کے جعلی ہونے
کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ خط عبداللہ بن سرح کے نام تھا۔ اور بلوایوں کو معلوم
تھا کہ عبداللہ بن سرح ان کے خط کی سازش سے پہلے ہی مصر سے مدینہ روانہ ہو چکے ہیں۔

دعویہ حاشیہ کوشہ صفحہ ۱ تاریخ ہجری ۱۱۵۲ء سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے
وقت آپ کا عمر ۶۲ سال تھی لہذا امیر روان کی صحابیت مسلم بنے تفصیل الاممیر حوت المیم ۱۱۵۲
چنانچہ امام ابن ادریس کہتے ہیں مردان رجلا عدل میں کیا والا صلا الخ یعنی حضرت مردان صحابہ
کرام تین ادقہ تسلیم کے نزدیک اس امت کی عظیم شخصیت میں سے ہیں اور نہایت ثقہ ہیں چنانچہ امام
میں سے سہیل بن سعد ادری نے ان سے روایت کی ہے راہوا علم وہ حضرت سہیل کی روایت صحیح
ہجری میں موجود ہے حضرت علی بن ابی طالب کی روایت بھی حضرت مردان سے صحیح بخاری میں موجود
ہے راہ التبع والاقران والا فردا الخ حضرت مردان سے روایت کرنے والوں میں سعید بن
المسیب عبداللہ بن عبد اللہ بن عقیل بن مسعود ابو یونس عبدالرحمن بن الحارث عروۃ الزہری عمار
بن مالک انفقاری عبداللہ بن شداد جلیب جلیب انفقہ قہار الخ ایک جماعت ہے بلکہ عبداللہ بن
حمن میں کسی تہ شیعہ بھی تھی اور امام ابن ابی شیبہ شہرہ تھے انہوں نے بھی حضرت مردان سے روایت کی ہے
موطا امام مالک صحیح بخاری اور سنن نسائی جو صحاح کی عظیم کتابیں ہیں ان میں حضرت مردان
کے ارشادات فتاویٰ اور فتاویٰ فیصلے موجود ہیں جن میں فقہائے اسلام نے شرعی نظائر کی حیثیت دے کر
حافظ بن جریر الساری میں لکھتے ہیں ناالہ عن حق بن الزبیر کان مران لا یتبع صفی الحدیث
انہ حضرت عروہ بن زہر کہتے ہیں کہ حضرت مردان حدیث میں غیر تہم ہیں، ان سے حضرت سہیل بن سعد
صحابائے ان کے صدق پر یہ کہہ کر کیا ہے اور مسلم کے سوائے باقی محدثین نے بھی ان پر اعتماد کیا ہے
شیخ الاسلام امام تہمید کہتے ہیں کہ صحاح مرتبہ میں حضرت مردان سے متعدد احادیث روایت کی گئی ہیں
اور انہی فتوے ان کے فتاویٰ بطور سند پیش کرتے ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

بخاری کی روایت کے مطابق سیدنا علیؑ نے سیدہ فاطمہؑ کی وفات یعنی چھ ماہ تک بیت
ذی الشہدہ کوٹ عورت یعقوبی نے سیدنا علیؑ کے ساتھ چند دیگر صحابہ یعنی عباس بن عبد
فضل بن عباسؓ، زبیر بن عوامؓ، فاطمہ بن سعیدؓ، مقداد بن عمرؓ، سلمان فارسیؓ، ابو ریحان
عمرؓ بن یاسرؓ، براؤ بن عازبؓ، ابی بن کعبؓ وغیرہ کے نام بھی گنوائے ہیں۔

یعقوبی نے اپنے بعض رفض کی بنا پر یہ نام گنوائے ہیں اور اگر رفض من محال ہے
صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے تو انفقہ خلافت کے امیر یہ سب قابل گردن زنی تھے یہ
سرت صدیق اکبرؓ کا ان پر احسان تھا کہ انہیں معاف کر لیا اور دوسری بات یہ کہ
یعقوبی ان چند ناموں کا ذکر کر کے بیجا ثر دنیا چاہتا ہے کہ چونکہ تمام لوگوں نے
صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی لہذا انفقہ خلافت نہیں ہوا تھا۔
مگر وہ اس بات کو کیوں بھول گیا کہ یہاں تو انہوں نے اس
کے چند صحابہ کرام نے صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی مگر سیدنا علیؑ کے
ہاتھ پر تو صحابہ کرام کی کثیر جماعت میں سے صرف چند ایک نے بیعت کی تھی اور وہ
بھی اس وقت جب فاطمہ عثمانؓ ان کی گردنوں پر تلوا رہیں کے کھڑے ہو گئے تھے
مگر انہی لوگوں نے آگے چل کر خوشی سیدنا معاویہؓ اور امیر مزیہ کے ہاتھ پر بلا جبر
اکراہ متفقہ طور پر بیعت کی۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ یہ وہ سوال ہے جس کا کھل کر آج
تک کسی نے جواب نہیں دیا۔

گو سیدنا علیؑ کے دل میں حصول خلافت کا خیال ضرور تھا مگر اس کے باوجود آپ
کے کسی قول سے کسی کلام سے بیثبات نہیں ہوا کہ آپ نے فرمایا ہو کہ میرے لئے
نبی علیہ السلام نے نلال وقت اس قسم کی کوئی وصیت فرمائی تھی کہ تم میرے بعد
میرے جانشین ہو گے۔ یہ اصطلاح یا لالہ طریقت کی بہت بعد کی ایجاد ہے۔ اب
تاریخ ایک اور حق الشیخ ہے صدیق اکبرؓ واصل حق ہو گئے اور مرتے وقت
فاروق اعظمؓ کے لئے وصیت کر گئے تو سیدنا علیؑ کے لئے خلافت کا دوسرا موقع
مہی جاتا رہا۔ فاروق اعظمؓ جس تدبیر و دبیر، طنطنہ اور شان و شوکت سے خلافت

ذہنوں کی پیداوار تھی۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمام بلوائی لیٹا جڑ مٹھن ہو کر مصر، کوثر اور بصرہ کو روانہ ہو گئے۔ مگر مشہور مجوسی نقشبہ پر دوا ماناک اشتر معہ چند اشتر کے مدینہ میں موجود رہا۔ اور یہ اس بات کا تین ثبوت ہے کہ خط کی سازش کا خالق وہی تھا۔

چند تنقیحات | ا۔ کیا سیدنا عثمانؓ جیسے عظیم القدر صحابی کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے لفظ ہم بلوایوں کو مٹھن کر کے اپنی کردیا اور باطن ان کے قتل کا ارادہ کیا۔

۲۔ کیا انہوں نے صرف گورنر مصر کو چھٹی لکھی یا دوسرے صوبجات کے گورنروں کو بھی اگر صرف مصر کے گورنر کو چھٹی لکھی تو جرم کے لحاظ سے کوثر اور بصرہ کے بلوائی بھی مصر کے بلوائیوں کی طرح مجرم تھے تو دوسرے گورنروں کو ایسی چھٹیاں کیوں نہ لکھیں۔

۳۔ عبداللہ بن سرح اس وقت مصر میں موجود ہی تھا تو اس کے نام بھی لکھنا چہ معنی دارو؟

۴۔ بلوائیوں کا بیان ہے کہ قاصد کبھی سامنے آنا کبھی چھپ جاتا۔ کیا اس قسم کے قاصدوں راستے میں چھپ چھپتے چھپتے ہوتے سفر کرتے ہیں۔ اور کیا قاصد کسی ڈرامہ کا ایکٹ تھا۔ اور اتنی اہم چھپتی ہے کہ راستہ میں یہ سنا کر رہا تھا۔ کیا بقول محمد بن مسلمہ یہ شرات مروان بن الحکم کی تھی؟ اگر ہم حضرت مروانؓ کے کردار کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مروان کا مقام اس قسم کی سو قیاد و حرکات سے بہت بلند تھا۔ اور پھر اس جیل سازی میں ملوث ہونے میں مروان کا کیا فائدہ تھا؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر چھٹی بلوائیوں نے لکھی تو اس پر سیدنا عثمانؓ کی مہر کیسے ثبت ہوئی اس کا جواب نہایت آسان ہے اگر وہ مہر ہی تھی جو بطور خلیفہ حضرت حمزہؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہ چکی تھی اور یہی اگر مصلی اللہ علیہ وسلم کی مہر

تو اس پر جو الفاظ لکھ تھے کیا ایسے الفاظ کسی اور لکھنے پر لکھ نہ ہو سکتے تھے آج آپ آئے دن اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ جعلی مہروں کے ذریعہ لوگ لکھوں کے فراڈ کر رہے ہیں۔ اگر ہم سیدنا عثمانؓ کی ذاتی تھی تب بھی اس کی نقل تیار کرنے میں بلوائیوں کے لئے کوئی امر مانع تھا اور سب سے بڑھ کر یہ مہر والا خط کس نے دیکھا کہ اس نے مہر کی تصدیق کی یہ صرف بلوائیوں کی شیخ و کار تھی۔ اس خط کی دید کے متعلق کسی کتاب میں کوئی محسوس شہادت موجود نہیں بلکہ علم عند اللہ۔

سیدنا عثمانؓ کا خط بلوائیوں کی شورش | اب ہم ان واقعات کے قریب آگئے ہوتے ہیں۔ بلوائیوں نے سطلی گفتگو کے بعد آپ نے پہلے جو جرم فرمایا۔

”اللہ کی قسم اہل مدینہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ حسب ارشاد رسول ملعون ہیں تو بغیر سطلی پہلے گزرتی ہے پس لوگوں کے لئے مناسب ہے کہ لغزشوں کو فائدہ کریں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا میں اس کی گواہی دیتا ہوں حکیم بن جبیلہ نے ان کا بیٹا دیا اور سیدنا عثمانؓ سے مخاطب ہو کر کہا عثمان! تم منبر سے نیچے آ کر وہ تم کو ایک عیاہنہ ایک بوڑھے اونٹ پر سوار کر کریں گے۔ اور جس طرح تم نے بزرگوں کو شہر بدر کیا ہے ہم تم کو جیل و خان بھیج دیں گے۔ حضرت عثمانؓ جبیلہ کا جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ جہجاء بن سید غفاری جو حضرت ابوذرؓ کے خاندان سے تھا اور بیت رضوان میں شامل تھا کو کرینہ تنگ پہنچ گیا اور حضرت عثمانؓ سے خط لکھا کہ وہ عیساہنہ اپنی ران پر مار کر توڑ دیا۔ یہودی عصا تھا جسے نبی علیہ السلام ہاتھ میں لے کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت شعیب بن جہش کے ہاتھوں میں رہا۔ راویوں کا بیان ہے کہ کسی روز اس نے باؤں میں آکامہ کی بیماری پیدا ہو گئی۔ اور مگر حضرت عثمانؓ کو کلاطسین صلاۃ پھر زید بن ثابتؓ آئے۔ ان کو محمد بن قتیبہ نے بتا دیا اس کے بعد بلوائیوں نے ہڈیوں یا

بگڑو گولے ان کو مسجد سے نکال دیا۔ اب وہ باہر سے پتھر پھینکنے لگے۔ آپ ایک پتھر کی چوٹ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے تو آپ کو گھر پہنچا دیا گیا۔ پتھر دیویر کے بعد جب ہوش میں آئے تو لوگوں کو رازی سے روک دیا۔ علیؓ، طلحہؓ اور زینبہؓ عادت کو اکٹھے۔

اُس وقت چند اموی مدائیر مردانہ بیٹھے ہوئے تھے
ان گولوں نے سیدنا علیؑ سے جواب ہو کر کہا تم نے
ہم کو ہلاک کر ڈالا یہ الفاظ ظالمین کے لئے قابلِ غور
ہیں گزشتہ صفحے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، ان کی
حکایت بھی دوبارہ ان الفاظ پر غور کیجئے یہ سب روایا
تمہاری ہیں، علیؑ میں ان طالب نے کچھ جواب نہ دیا غصے

میں اٹھ کر باہر نکل گئے (ابن خلدون حصار دمشق تاریخ طبری حصہ ۲ ج ۲ ص ۲۵۸)

اس کے بعد یسوع دن تک اسیر المؤمنین نے نمازیں پڑھائیں پھر روک بیٹھے گئے۔ یانہوں کو محمد بن ابوبکرؓ اور خلیفےؓ بیٹے محمدؓ حسنؓ و حسینؓ کا پیلوڑ کھڑا ہے بڑی قوتی تھی۔

(طبری، معجم ص ۲۵۷)

کونسی سید احمد علیہ السلام نے سید نجم الدین کو لکھنوی اپنی تالیف شواہد انصاف میں جو پہلی
کرم دین مرحوم کے ایک کتاب کے جواب میں لکھی ہے اس کے علاوہ پھر اعتراض کرتے ہوئے جہاں
اثر انما ہے مطبوعہ نطربان، ۱۳۰۶ھ اور استیفاء معرفت الاصباف تصنیف یوسف بن عبد البر
لکھتا ہے وکان علی یشی علی محمد بن ابی بکر ویفضلہ لانہ کانت لہ
عیادتہ واجتہادہ درکان ممن حضرت عثمان وقیل انہ مشاکفی دملہ
”حضرت علیؓ محمد بن ابی بکرؓ کو ترفیع کرتے تھے اور اس کو فضیلت دیتے تھے کہ

۱۔ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ کو گور رہے تھے اور حضرت حسنؓ و حسینؓ مہر و متھے حضرت علیؓ نے دیکھ کر کہا وہ دراجع طوع و خیر ہیں لہذا کہا کہ آپ اپنے کشتی کو روکنا اور مصیبت اچھی طرح کرتا تھا۔ حضرت علیؓ نے مسکرتے زیادہ کچھ نہ کہہ کر فراغت سے غم خراں کیا مگر اور بڑھائے۔

(آل رقیۃ الزہراء عن عنوان حقائق افزون مذاکرات)

وہ صاحب عبادت واجتہاد ہونے کے علاوہ قتل عثمانؓ میں محاضر اور شریک تھا،

ملفوظات مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دہلی

محاصرہ کے ایام میں آپؐ دوسرا خطبہ

اس شدید محاصرہ کے دوران ایک دن آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

اے اہل مدینہ! میں تم کو اللہ کے سپرد کر رہا ہوں (اور اُس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تم پر کسی ایسے کو خلیفہ بنائے) اس حال میں کہ اُمّی اللہ سے (رحمٰنی) پیو فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دے رہا ہوں کہ تم کو معلوم نہیں کہ عمر کے دشمنی ہونے کے وقت تم نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کسی بہتر میں سبستی کو مسلمانوں کا خلیفہ بنائے۔ پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دلا رہا ہوں کہ تم کو کیا تم لوگ میرے سابق الایمان ہونے کو نہیں جانتے؟ اور میرا جتنے کے بعد میرے قتل پر آمادہ ہو۔ حالانکہ زانی مرتد اور قتال بیز حق کے علاوہ کسی کا قتل جائز نہیں یا دو کو جو سب تم مجھے قتل کروا کر لوگوں کو متلاوا رہیں گردن پر رکھ کر لوگے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ تم سے اختلاف نہیں اُٹھائے گا۔ (ابن ماجہ، دارن مصنفین، صفحہ ۱۲۵)

اس خطبہ میں مخاطب صرف اہل مدینہ تھے مگر آپ کی باتوں کا کسی نے جواب نہ دیا کیوں؟
 آپ نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم
 دیتا ہوں یہ سب کھانا کیا تم نے ہو کر مدینہ میں بیٹھنے پانی ۵

صرت ایک کنواں تھا جس کو میں نے اُس وقت خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا جب مسلمان پانی کی تیشا خرید کر پیتے تھے۔ میں نے اسے اپنی جگہ قرار نہیں دیا خود باقی مسلمانوں کی طرح پانی پی رہا ہوا۔ میں نے کہا کہ ہاں یہ سچ ہے تو آپ

ہیں لاکر دیکھئے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ سوائے حضرت ام المومنینؓ کے ان حالات میں کوئی بھی قصر خلافت کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ مگر باغی راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ آپؐ انہیں بتا کر کہیں صرت چڑھتیوں اور دوسرے لوگوں کی امانتیں لینے کے لئے جا رہی ہوں مگر ان ملعونوں کو فہم نہ ہوئی چنکایک نے آگے بڑھ کر آپؐ کے پیچھے مڑا۔ اور اس کی کمر کا پیچھا کاٹ لیا۔ پھر دیکھا کہ آپؐ کرنے کے تڑپ ہو گئیں۔ کچھ لوگ پہنچ گئے انہوں نے پیچھا باز نہ کیا اور کھڑک پھینچا۔ اس بات پر تمام مومنین متفق ہیں کہ اُم المومنینؓ یتیم بچوں کی وصیتیں اور امانتیں حاصل کرنے آئی تھیں اور اس عقیدے کا ایک شیعہ وہ بھی لائق تھیں (ابن خلدون ص ۱۸۱ ج ۱)

(بقیہ تاریخ کوثر صفحہ ۸۷) جسے طے میں مشک مل گیا جانے چاہئے کہ کیا آپؐ جس کے اندر دوا بال صاف ہوئے لگائے گئے عبدالرحمن بن عبداللہ انصاری کا پتہ تھے کہ آپؐ کے بعد رواہ لگا گئے اور یہ کہتے تھے کہ یہ وہ لگا گئے۔ جب آپؐ نور لگا چکے تو اب انصافے تدارک کر لیا گیا (طبری ج ۱ صفحہ ۲۸۷ ج ۱)

۷۔ مشہور شیعہ مورخ ابن علیؒ لکھتا ہے کہ جب آپؐ پہلے رح بخسوں سے مقابلہ کی سکت نہ رہی تو کھلے گاندھے اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھ گئے خیمہ کے اندر سے ایک خاتون نے آپؐ کو پانی کا بادل پیش کیا دوسری آت دی سائینہ طبع لندن باپ ۷ صفحہ ۶۔

۸۔ امام زنجانیؒ نے اس حالت میں مخالفت کو ترک کر دیا کیونکہ اس سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو کچھ شیعہ کو پانی بلا دے۔ ابن مسکیٰؒ فرمے کہ ایک درویش نکلا اس کے ہاتھ میں ایک ٹوٹی ہوئی کھلی کر لیجئے اور پیجئے امام اس کو خدا کی قدرت دکھانے کے لئے اپنے خیمہ کی طرف سے گئے اور دیکھ کر ان لوگوں کو ایک گڑھا کھودا اس میں سے پانی نکلا دیکھ کر درویش سے فرمایا ہم باہر کے محتاج نہیں صرت ان ظالموں پر اتنا رحمت کرتے ہیں (خلاصۃ المصائب ص ۱۸۱)

مصطفیٰ خلاصۃ المصائب نے عجیب ڈرامہ پیش کیا ہے اکیلا امام شیعہ کی فوج کے ایک آدمی کو مجاہد سے کہنا کہ کھودتا ہے اور پانی نکالتا ہے مگر دشمن ہماروں طرف کھڑے گراتا تھا دیکھو کچھ (باقی صفحہ ۸۷)

محاصرہ کی شدت کے بعد ان صحابہ کو شہر نشین ہو گئے۔ اگر کوئی نکلتا بھی تو تلوار لے کر نکلتا۔ ہر ذریعہ انہیں کا امن و سکون غارت ہو گیا۔ باغی شہر کے بھی کچھ لوگ ہیں دندناتے پھرتے تھے خونریزی عام ہو گئی اس حالت میں بھی مصیبت العرطیہ کو فہم و قرار نہ ہا بار بار کھڑکی سے سرنگھار کر باغیوں کو نصیحت کی کہ ان کو فتنہ و فساد سے بچنے کی تاکید کرتا رہا اللہ کی آیت اور رسولؐ کی احادیث انہیں دلا دلاتا مگر باغی سخت جواب دیتے رہے اور بظاہر محاصرہ کی مدت ۴۹ روز ہے (تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۸۱ ج ۱)

اس حساب سے اندازہ لگائیے کہ اگر محاصرہ کے اٹھارہویں روز ہی آپؐ کو پانی کی شدت محسوس کرنے لگے تھے تو باقی ۳۱ روز میں آپؐ پر آپ کے کنبہ پر کیا گذری ہوگی۔ اور کیا نصیر خلافت میں صرت آپؐ اور آپ کی زوجہ جان تھیں۔ معلوم نہیں کتنے یتیم، لاوارث، بیواں اور فقرا و مساکین اس مکان میں موجود تھے۔ کتنے شہر خوار تھے اور کتنے بھوک اور پیاس سے بیک بیک کر ہلاک ہوئے اور پھر سیدنا عثمانؓ کی آنکھوں کے سامنے جس شخص کی فیاضی جیسا عصمت، رحمت اور وقت قلب دنیائے اسلام میں مسلمات کا

(بقیہ تاریخ کوثر صفحہ ۸۷) پھر امام باقیؒ کا لہجہ مگر خود بیان ہے اپنے کنبہ کی پیاسی عورتوں کو پانی پینے کے لئے دیکھتے اور امام کو شہر خواروں کی حالت پر دم آگے ہوا انہیں پیاس سے تڑپا دیکھ کر بھی ان پر رحم نہیں کرتا۔ یا للعجب۔ بہر حال شیعہ مذہب کے یہ جہشیانہ روایات فکر کچھ سمجھنے کا کھیلنے کا تاریخی ردایات سے بھی معلوم ہوئے کہ آپؐ رحم کوثر کے مصافات میں پہنچے اور بحث و فیوض کے بعد ایمان بڑھ گئے۔ یا پھر یہ روایت کہ آپؐ کے لئے کوثر سے باہر بیرون کا چاہتے رہا نہ ہو کر کھلا کے مقام پر پہنچ کر شہر باش کے قیام پر پذیر ہوئے۔ مگر بن سیدنا علیؓ نے خط لکھ کر کوثر دیا تھا انہیں خود پیدا ہوا کوثر پیش کئے آپؐ ہماری چٹھیاں پیش کریں گے تو ہماری خبر نہیں سس ڈرتے۔ چاہے کھڑک پر آپؐ کو شہید کر دیا۔ اس سے پہلے بھی لوگ چلے مصیبت کے سرکوں میں تھے ایسے وقت میں کہ صلح کی گفتگو مکمل ہو چکی تھی اچانک لڑائی پھڑک اٹھا ہزار ذہن پر توحید کی شہادت کا سبب بن چکے تھے۔

ہوا۔ بڑوں نے جب دیکھا کہ امدادی فوجیں پہنچ جانے اور حج سے لوگوں کے واپس آ جانے پر سہ ماہی اپنے منصوبہ میں صرف نام ہی نہیں رہیں بلکہ مکہ کی دہ پاؤں کے درمیان جائیں گے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے قصر خلافت پر ہلکہ لول دیا۔

شہادت | آسمانِ راسخ بود گر خونِ مبارک بر زمین

حسین بن علیؑ کے والد راوی ہیں کہ ایامِ شریف کے بعد بلویوں نے قصر خلافت کو گھیرے میں لے لیا۔ سیدنا عثمانؓ نے ایک بار پھر کوشش کی کہ یہ لوگ ٹل جائیں چنانچہ آپ نے اپنے مخصوص حضرات کو بلا بھیجا۔ اس وقت نیا ترین عیاض نامی ایک بوڑھے صحابی آپ سے مصروف گفتگو تھے کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھیوں میں سے غائب کثیر بن الصلت کے تیرے مارے گئے۔ بلویوں نے باہر سے قصاص کے نعرے لگائے شروع کئے معلوم ہوتا ہے کہ نیا بھی بلویوں کے شریک کا تھے اور ان سے یہ غارتگی کی شان، میں کوئی ایسی حرکت سرزد ہوتی ہو کہ کثیر بن الصلت کے تیرے کائنات نہ رہ گئے اور پھر بلویوں کا نیا ترین عیاض کا قصاص طلب کرنا اس بات کا مترادف ہے کہ نیا بلویوں کے ساتھی تھے اور حضرت عثمانؓ کے پاس بلویوں کے فرستادہ کے طور پر آئے تھے (بولت)

مگر آپ نے فرمایا میں اُس آدمی کو تمہارے حوالے کیے کہ سکتا ہوں جس سے میری حفاظت کرتے ہوئے یہ حرکت سرزد ہوتی ہے۔ تم میرے قتل پر آمادہ ہو۔ (طبری ج ۴)

(خلافت راشدہ ج ۴ ص ۴۹)

اب حالات زیادہ سنگین ہو گئے۔ چنانچہ حضرت مروانؓ کی حضرت سید بن العاص اور حضرت مجبرؓ بن افسرؓ نے انہیں اپنے اپنے لوگوں کو لے کر مقابلہ میں ڈرے گئے۔ گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔

مغیرہ بن افسرؓ عبداللہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ رفاع بن رافع انصاری نے حضرت مروانؓ کو اپنی دانت میں قتل کر دیا۔ مگر وہ

پتھ نکلے۔ بعد اللہ بن زبیرؓ بھی شدید زخمی ہوئے۔ قصر خلافت کے محافظ بھی ہتھے پہنچے۔ ڈوبو بھی تک پہنچ گئے۔ دو مہر میں زبیرؓ بن نعیمؓ فہری اور چند دیگر آدمی شہید ہو گئے۔ بلویوں نے ڈوبو مہر میں آگ لگا دی۔ جنگ اندر پہنچ گئی اور آپ کے ساتھی بھاگ بھاگ کر گھروں کی طرف بھاگ گئے۔ اور گھر میں صرف سید عثمانؓ اور ان کے گھروالے رہ گئے۔ جب بلوانی اندر پہنچے تو آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ اللہ اللہ! کس قدر تحمل سکون۔ امینؓ کا معاملہ ہے وہ عظیم انسان۔ کہ عمارؓ کی طرف قتل و غارتگری کا بازو گرم ہے مگر وہ رعبِ عظیم یہ جاننے کے باوجود کہ بلوانی مجھے قتل کرنے کے بغیر نکلنے والے نہیں نہایت سکون سے تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتا ہے۔

ایکے خواب :- اسی شب آپ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو شہادت دی کہ آج رات آپ ہمارے ساتھ افطار کریں گے (طبری ج ۴ ص ۴۹-۵۰)

آپ حب اس آیت پر پہنچے اَلَّذِي قَالَ لَمَنْ لَمْ يَأْتِ الْاِنْسَانَ شَيْءٌ حَتَّى يَخْشَوْا هُوَ فَرُّوا حَتَّى اَتَاهُمَا ذَا لَوْا حَسْبَاً اللّٰهُ وَلَعَمْرُ الْوَكَيْلِ تو مخاطب ہو کر فرمایا نبی علیہ السلام نے مجھ سے ایک اقرار لیا ہے اور میں اس پر قائم ہوں۔ استغنیٰ میں سیدنا ابو ہریرہؓ کسی طرح اندر پہنچ گئے اور کہا یا قوم مانی ادعوکم الی النجاة و تدعوننی الی النار۔ اے لوگو! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔

(ابن خلدون ج ۱ ص ۲۵۹)

آپ کے کمرے میں کون کون لوگ داخل ہوئے اور کس کس شہاد

داخل ہوا۔ بڑا شام کی میری کے تھا اور کچھ کر چلا گیا۔ پھر سیدنا علیؓ کا پرورد و لعن محمد بن ابی بکرؓ تیرہ آدمیوں کے ہمراہ آیا اور آپ کی داڑھی پکڑ لی اور اسے کھینچا جس سے داڑھی میں گرنے کی آواز سنائی گئی۔ آپ نے اُسے فرمایا اسے بھیج میری داڑھی پھوڑے۔ اے میری میری داڑھی

اگر سیدنا علیؑ سر کرانے خلافت ہوتے ہی ان گنتی کے لوگوں کو بغیر کوہارت تک پہنچ دیتے۔ آپؑ کی باقی زندگی بھی امن سے گزرتی اور وہ اس طرح ترقی کے جزاؤں کی تعداد میں بڑھ کر ان کی شہادت کا موجب بنتے اور اگلے چل کر سیدنا حسنؑ کو مذہب کیل کرنے کا سبب بھی بنتے اور بس سے بڑھ کر یہ کہ آگے چل کر سیدنا حسینؑ کے قتل کا سبب بنتے۔

آج امیر یزیدؒ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس نے قاتلین حسینؑ سے قصاص کیوں نہ لیا۔ مگر آج تک اس طرح کسی نے توجہ نہ کی کہ سیدنا علیؑ نے قاتلین عثمانؑ سے قصاص کیوں نہ لیا۔ یزیدؒ نے قاتلین حسینؑ کو دربار سے دھکے دے کر نکال دیا تھا مگر سیدنا علیؑ نے انہیں بڑے بڑے ٹھہرے تفویض کیے۔

مبشر بن جبرؒ سیدنا ذوالنورینؑ کی اپنی شہادت کے متعلق بشارتیں | عثمان بن عفانؓ جس روز

شہید کئے گئے اسی روز صبح اپنے پہلوؤں سے وہ خواب بیان کیا جو انہوں نے دکھا تھا انہوں نے کہا میں نے گذشتہ شب رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے مجھ سے فرمایا اسے عثمانؓ تم ہمارے پاس روزہ افطار کرو ایسا ہی ہوا کہ آپؐ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اسی روز شہید کر دیئے گئے۔

کشیہ بن الصلتؓ الکندی سے مروی ہے کہ عثمانؓ اس روز سوئے جس روز قتل کر دیئے گئے۔ اور وہ جمعہ کا دن تھا جب وہ بیدار ہوئے تو کہا کہ اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عثمانؓ نے آزد میں کیں (یعنی خیالی پلاؤ پکایا تو میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا۔ ہم نے کہا اللہؐ آپؐ کو نیکی دے آپؐ بیان کیجئے ہم اور لوگوں کے قول پر نہیں ہیں فرمایا میں نے عالم رویا میں رسول اللہؐ کو دیکھا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم جمعہ کے روز ہم لوگوں میں موجود ہو گے۔

زحیر عثمانؓ بنجوراوی کے خیال میں نبوت انزال فیہ یقتل مروی ہے کہ عثمانؓ کسی قدر سو گئے۔ بیدار ہوئے تو کہا: تو مجھے قتل کرے گی۔ یہ کہنے کہا ایلمو منیٰ برگزیدہ نہیں فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کو خواب میں دیکھا ہے ان

حضرتؐ نے فرمایا کہ آج شب کو تم ہمارے پاس روزہ افطار کرنا طیفات ابن سعد رحمہما علیہما یہاں پہنچ کر ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ اگر کسی ایک آدمی نے کچھ کھا بھی ہے تو صرف اس قدر کہ یہ لوگ اس ان کی زندگی سے لگتا کہ تھے یعنی تشریف سال کی عمر میں آپؐ غایب ہوئے اور بارہ سال خلافت کرتے گذر گئے مگر یہ کوئی جواب نہیں یہ محض ایک امکان جو قسم کی تاریخی فلائین خانہ پڑی ہے۔

اصل حقائق جنہیں باوجودیکہ مختلف تاریخی روایات کی تائید حاصل ہے ان سے انحراف کر کے مرثیہ نے وہ حقائق بیان کیے ہیں جن کی تائید نہ مل سکتی ہے۔ کوشش کی ہے حقائق، حقائق ہیں اور اپنی جگہ اصل ہیں۔ گذشتہ صفحات کے بین السطور میں اس قسم کے اشارات پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ بعض مقامات پر تاریخی تفصیل اور شواہد سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ فاروقؓ اعظمؓ کی شہادت سے پہلے زبیرؓ میں جس سازش نے جنم لیا تھا وہ حالات کے مطابق آگے بڑھتی رہی پہلی بھولتی رہی اور جب صحابہؓ کو ام میں سے ہی چند ایک کی انہیں تائید حاصل ہو گئی تو وہ سازش کھل کر سامنے آ گئی۔ بعض ناوک طبق لوگوں پر سے یہ الفاظ گراں گزریں گے

کیا میں ان سے یہ پوچھنے کی جرات کر سکتا ہوں کہ کعب بن احبار نے کس بنا پر سیدنا فاروقؓ اعظمؓ کو کہا تھا کہ تین دن تک آپؐ شہید ہو جائیں گے۔ مذہبیہ نے کس بنا پر ایسے ہی کلمات آپؐ سے کہے تھے۔ سازشی محاصرہ کے امامؓ کیوں۔ رہا حضرت علیؑ کو مذہب کا ثلث بنانا ہے۔ سیدنا عثمانؓ کے سامنے مگر یہ محسوس ہی حضرت علیؑ کو کیوں کہا گیا کہ یہ سب سازش تمہاری ہے اور آپؐ حاکمیت نیض میں محسوس ہو کر چلے گئے۔ آخر خلافت کے محاصرہ کے وقت آپؐ بنو امیہ سے کیونکر نکلا، جبکہ بہن قصر خلافت میں باقی صحابہؓ کو ام میں سے اکثر کے نام ملتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپؐ سیدنا عثمانؓ کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہوئے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ آپؐ نے انہی باغیوں کے کہنے پر مسقط خلافت قبول کیا اور انہی کے کہنے پر مدینہ پہنچ کر کوہ دارا مارا تے بنایا اور خلافت قائم رہا نہ انہیں ہی اپنا مشیر بنائے رکھا۔

اسے سم اسی امیر کو دوسرے نقطہ نگاہ سے دیکھنا چاہیے ہیں۔ محاصرہ کی مدت ۴۹ روز مدینہ کی باقی رہے۔ باغی لشکر کو فخر اور مصر سے جب مدینہ کی طرف روانہ بنے تو مقامی گورنر کو معلوم تھا جس جس راستے سے وہ لوگ گزرے پہلے بازی چلائے ہوئے گزرے۔ گویا تمام ملک کو معلوم تھا کہ یہ لوگ سیدنا عثمانؓ کے خلاف مدینہ جا رہے ہیں۔ مگر نہ تو مقامی گورنر نے توہم کی نہ عام لوگوں نے کوئی فوٹس لیا۔

عبداللہ بن سعد گورنر مدینہ کو مطلع کیا۔ ابوہریرہؓ اشجری کو کوئی باغیوں کی روانگی کا علم تھا۔ عبداللہ بن عامر کو بھی معلوم تھا۔ مگر کسی گورنر نے باغیوں کو روکن کی کوشش نہ کی حالانکہ ان میں سے ہر ایک کے پاس پوری مملکت فتح کرنے کی طاقت تھی۔ پھر سیدنا عثمانؓ خود بھی انہیں خط لکھ کر بلاتے ہیں مگر ان میں سے کوئی ایک بھی لشکر نہ کر دینے نہیں پہنچتا اگر کسی نے چند افراد پیش کش کوئی دستہ فوج بھیجا تو وہ اس وقت پہنچا جب خلیفہ مظلوم کو شہید ہوئے کئی دن گزر چکے تھے۔ اور پھر انہیں بوجہ حج کے لئے روانہ ہوئے تھے اس سے زیادہ حیرت انگیز وہ بات ہے کہ سیدنا ابن عباسؓ جو امیر حج تھے انہوں نے حج کے موقع پر تمام عالم اسلام کے علمائوں کے سامنے دو خط پیش کیا جس میں آپ نے اپنا مسئلہ اور صفائی پیش کی تھی۔ طبری نے یہ تمام خط نقل کیا ہے۔ یہ خط تمام لوگوں نے سننا کہ ایک بھی خلیفہ کی مدد کے لئے نہ پہنچا۔ ان تمام امراء کو تو قرینہ تشریح موضوع نے بیان کیا ہے مگر اس کی دہر کسی نے پیش نہیں کی خلیفہ مظلوم کی مدد کیوں نہ کی گئی۔ یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جو روضہ کے ذریعہ عالم اسلام میں سرایت کرتا ہوا ان متعلقہ کے چہرے سے غائب کشائی میں مانع ہوتا آ رہا ہے۔

خلیفہ مظلوم کی مدد کیوں نہ گئی | عالم اسلام اس وقت دو دھڑوں میں بٹ چکا تھا۔ عوام اور سادہ لوگوں میں سیدنا ابوبکرؓ کے بڑے گروہ سے متاثر ہو کر خلیفہ مظلوم سے یقین ہو چکے تھے دوسرے گروہ کے باغیوں میں طاقت بھی مگر بائیت کی قرینہ قرینہ سبھی سبھی اشرار شہر میں پہنچ رہی تھیں دوسرے گروہ کو جو محض ایک

معمولی سی وقتی شورش سمجھتے تھے۔ تمام عامل اور ذمہ دار قسم کے لوگوں کا خیال تھا کہ یہ کٹھی بھڑ شورش پسند مدینہ میں پہنچے ہی ختم کر دے جائیں گے۔ انہیں یہ علم نہیں تھا کہ مدینہ البیہ میں بھی ان کے دہرہ دہاستی انہیں خاصی تعداد میں موجود ہیں جو ابھی خاصی ہمت کے حامل اور ابھی خاصی طاقت کے مالک ہیں۔

خلیفہ مظلوم کی شہادت کے بعد اور خاص کر سیدنا عثمانؓ کے ہاتھ پر باغیوں کی ہمت کرنے کے بعد حقیقت حال سامنے آئی تو تمام اپنے اپنے مقام پر کھٹ افسوس لائے گئے کہ ہماری معمولی سی کٹھی اور تساہل نے دنیا کے بے مثل فیاض و رحیم کریم اور مجرب اشرار انسان کو ہم سے چھین لیا ہے یہی وہ تھی کہ اصل صحابہؓ میں سے سیدنا علیؓ کے ہاتھ پر کسی نے رعیت نہ کی اگر اس ضمن میں سیدنا طلحہؓ اور سیدنا زبیرؓ کی رعیت کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے تو وہ رعیت تلواروں کے سائے میں لی گئی اور یہ انہیں موقع ملا وہ مدینہ سے چل نکلے۔

میر ہی ان سطور پر بعض لوگ ضرور ناگہم ہو چڑھائیں گے اور خصوصی طور پر غزوات و ملکوت کے مصنف کے قسم کے لوگ یا ان کی آنکھ سے دیکھنے والے اور ان کے متباہ قسم کے لوگ۔ مگر یہ ان سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ خود خالی الذکر ہو کر ان واقعات کا سبب کا تجویز کریں۔ افسانہ والہ انہیں صاف نظر آئے گا کہ حق اسی بات کے ساتھ ہے جو راقم نے بیان کی ہے۔

حضرت سیدنا ذوالنورینؓ کو اپنے لیا سیدنا ذوالنورینؓ کو اپنے قاتلوں کا علم تھا۔ اہلین کے متعلق علم تھا چنانچہ آپ وہ آخری خط جو سیدنا ابن عباسؓ کے ہاتھ میں تھا انہیں اس کے نام بھیجا تاریخ کی تمام کتب میں موجود ہے۔

آپ نے لکھا: ہمیں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور میرے وہ ساتھی جنہیں خلافت کی طمع ہے یا جلد بازی سے کام لے رہے ہیں انہوں نے مجھے نماز سے روک دیا ہے اور میرے اور مسجد کے درمیان حائل ہو گئے ہیں۔

سازشوں کے متعلق خلافت کی طعنے کا قصور نہایت کم عقلی ہے۔ یہ سب پاپڑ تو بنی اگر تم کی ذمہ داری سے لے کر سرسرا کر اسے خلافت ہوتے تک صرف غلطی ہی پھیلنے رہے۔

سیدنا عثمان بن عفیر رضی اللہ عنہ انہوں نے سیدنا فاروق اعظمؓ کے زمانے کے عاملوں کو الگ کر کے اموی یعنی اپنے کنبر کے افراد کو عامل مقرر کیا۔ میں بتا چکا ہوں کہ ان عقل کے اندھوں اور بصیرت سے محروم لوگوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تم نے یہ جو

کچھ لکھا ہے اس کا ثبوت تم کسی تاریخ کی کتاب سے ہم بھیج سکتے ہو؟ اور آیا جو کچھ تم نے لکھا ہے اپنے ایمان اور وجدان کو حاضر ناظر رکھ کر لکھا ہے؟ یا تمہارے

دین و ایمان، رخصت و سیانیت کے بالمقوں میں اس حد تک گرد ہو چکے ہیں کہ تمہارے پاس انسانیت و شرافت کی قسم کی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی۔ میں یہاں

ان عاملین کی فہرست پیش کر رہا ہوں جو سیدنا فاروق اعظمؓ کے مقرر کردہ تھے اور سیدنا عثمان کی خلافت کے ایام میں اپنے اپنے عہدوں پر قائم رہے

اور پھر میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ سیدنا امیر معاویہؓ کے سوا جو صدیق اکبرؓ کے زمانہ سے دمشق کے گورنر تھے ایک بھی اموی نہیں۔ حالانکہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کئی امویوں کو اہم عہدوں پر فائز فرمایا تھا۔

۱۔ نافع بن عبدالمحارب خزاعی جو بحر قریشی تھے اور کہہ کے گورنر تھے۔

۲۔ سفیان بن عبد اللہ ثقفی تھے اور طائف کے گورنر تھے۔

۳۔ یحییٰ بن منبہ بنی نول کے خلیفہ تھے اور صنعاء کے گورنر تھے۔

۴۔ عبد اللہ بن ابی ربیع خزاعی تھے اور جند کے گورنر تھے۔

۵۔ مجبّر بن شعبہ ثقفی کو ذر کے گورنر تھے۔

۶۔ ابو موسیٰ اشعری البصرہ کے گورنر تھے۔

۷۔ عمرو بن عاص بنی سہم میں سے تھے جرہم کے گورنر تھے۔

۸۔ عتبہ بن سعد انصاری حمص کے گورنر تھے۔

۹۔ عبد الرحمن بن علقمہ کنانی غلبہ کے گورنر تھے۔

۱۰۔ عثمان بن ابی عاص ثقفی بحرین اور اس کے مضافات کے گورنر تھے۔

رحمہ بن عثمان مسند بنی امیہ

در اصل شیعیت کی وسیع کاریوں کا بوس اس طرح ذہنوں پر سوار ہو چکا ہے کہ آج اس کذب و بہتان کے بحر و فغا سے صداقت کے موتی چھیننے کے لئے جس غواصی کی ضرورت ہے وہ رخصت ہمارے ذہنوں سے چھین لی ہے۔

عثمانؓ! تجھ پر ریت کے ذروں، سمندر کے قطروں، درختوں کے پتوں، بارش کے قطروں آسمان کے ستاروں سے اصنافاً مضاعفہ درود و سلام!

عثمانؓ! اسلام اور مسلمانوں پر تیرے جو احسانات ہیں ہم قیامت تک ان احسانات سے عہدہ بردار نہیں ہو سکتے۔

عثمانؓ! تیری مظلومانہ شہادت پر ہماری آنکھیں قیامت تک آنسو بہاتی رہیں گی۔

شہادت کے بعد:-

● عبد اللہ بن جحیم سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے بعد میں کسی بھی فلیفہ کے قتل میں شامل نہیں ہوں گا۔ پوچھا گیا اسے ابو سعید آپ حضرت عثمانؓ کے قتل میں شامل تھے۔ فرمایا کہ میں ان کے عیب کا تذکرہ بھی معاونت قتل سمجھتا ہوں۔

● ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمانؓ پر متفق ہو جاتے تو ان پر قوم لوط کی طرح پتھر برسائے جاتے۔

● زہراؓ لجرمی سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے خطبہ سنایا کہ اگر لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے خون کا مطا لبد نہ کیا تو ضرور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔

● سمیع بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کئے گئے تو لوگوں نے

● سمیع بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کئے گئے تو لوگوں نے

● سمیع بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کئے گئے تو لوگوں نے

کہا اس طرح اپنے ہاتھوں کا حلقہ بنایا یعنی دسوں انگلیوں کے سروں کو ملایا اسلام میں شکاف کئے جائیں گے۔ ایک شکاف ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی پڑ نہیں کر سکے گا۔

• ابو قلابہ سے مروی ہے کہ جب تمامہ بن عدی کو جو صفحہ کا امیر تھا اس سانحہ کی خبر پہنچی تو بہت رو دیا اور کہہ کیا۔ یہ اس وقت ہوا جب خلافت نبوت آمدنی تھی چھین کی گئی۔ اور جبری سلطنت ہو گئی کہ جس نے جس چیز کو پایا وہی اُسے دکھا گیا۔ یہ روایت دو طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔

• یہی بن سعید سے مروی ہے کہ جب عثمان قتل کئے گئے تو ابو سعید الباعری نے جو بدری تھے کہا اے اللہ میرے ہی لئے محمد پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ کروں۔ اور نہ ہنسوں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔

• ابوصالح سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے ساتھ جو کچھ کیا گیا جب اس کا ذکر کیا جاتا تو ابو ہریرہؓ رو اُٹھتے۔ گویا میں اُن کو ہائے ہائے کہتے ہوئے سُن رہا ہوں اور اُن کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔

• زبیر بن علیؓ سے مروی ہے کہ زبیرؓ نے ثابت یوم الدار میں عثمانؓ پر دست ہونے

• اسحاق بن سوید نے کہا مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے حسان بن ثابت کو یہ کہتے سنا۔

• وکالہ اصحاب البیعی عیشہؓ

• بدو ن تخری عند مات المہدیؓ

• ابی اباعمرہ شقی بلالہؓ

• اہسی دھنیانی البقیع الفقیہؓ

• مالک بن دینار سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے قتل عثمانؓ کے دن

• عبداللہ بن سلام کو کہتے سنا کہ آج عرب ہلاک ہو گئے۔

• طاؤس سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کئے گئے تو عبداللہ بن سلام سے

بو بھال گیا کہ اہل کتاب اپنی کتب میں عثمانؓ کے مستحق کیا جاتے ہیں انہوں نے کہا ہم قیامت کے روز انہیں قاتل اور تارکِ نعت پر امیر بنا دیں۔

• خالد الرلیبی سے مروی ہے کہ اللہ کی مبارک کتب میں ہے کہ عثمانؓ نبی

• عفان اپنے دونوں ہاتھوں اللہ کی طرف اٹھا کر کہتے ہیں کہ اے میرے

• پروردگار مجھے تیرے مومن بندوں نے شہید کیا۔ چنانچہ سعید بن حصیف نے

• ایک روز کوفہ کی مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنا ایک خواب اس طرح بیان

• کیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ منصور صادق و مصدق عرشِ عظیم کا ایک پایہ چوکھڑ

• کھڑے ہیں کہ صدیق اکبرؓ تشریف لائے اور آنحضرتؐ کے دوش مبارک پر بنا کر

• رکھ کر کھڑے ہو گئے پھر فاروق اعظمؓ تشریف لائے اور حضرت صدیق اکبرؓ کے

• کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں عثمانؓ اس حالت میں پہنچ گئے

• کہ اپنا سر دونوں ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے گھڑ رہے تھے اے اللہ العالمین اپنے

• بندوں سے جو جو کراہتوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے اتنے میں دیکھتا ہوں کہ

• عرشِ تھرا گیا اور اس میں سے دو پرانے زمین کی طرف خون کے جاری ہو گئے،

• لوگوں نے سید بن حصیفؓ کا یہ خطبہ سنا کہ سیدنا علیؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ

• نے سُن لیا کہ سُن لیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں حق وہی کچھ کہہ رہے

• ہیں جو انہوں نے دیکھا ہے۔

• جریر بن حازم نے عمر بن سیرین کو کہتے سُن کر حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ

• تم لوگوں نے اُنہیں برتن کی طرح مانجا (یعنی ان کا تمام مال سے رکھا لیا)

• پھر انہیں قتل کر دیا۔

• حبشیؓ سے مروی ہے کہ جب قاتلین عثمانؓ گرفتار کئے گئے تو ابن ابی بکرؓ

• محمد بھی گرفتار کیا گیا۔ اور گدھے کی کھال میں بھر کر حبلہ دیا گیا۔

• سعید اللہ بن سلام کہتے ہیں کہ جب کوئی بچی قتل ہوتا ہے تو اس کی اُمّت

• سے ستر ہزار آدمی قتل ہوتے ہیں اور جب کوئی خلیفہ قتل ہوتا ہے تو اس کے

بدلے پتیس ہزار آدمی قتل ہوئے ہیں۔ مگر سیدنا عثمانؓ کے قتل پر کم و بیش ایک لاکھ آدمی قتل ہوئے۔

عالم اسلام کا سب سے بڑا المیہ

کرام، لاکھوں تابعین اور کڑوڑوں تبع تابعین اور اربوں مسلمانوں کے دل کی دھڑکن بنی کا دو ہزار داماد اسلام اور مسلمانوں کا محسن اعظم بشرم وحیا کا پیکار امت مرحومہ میں سب سے بڑھ کر علیم، کریم، متواضع، خدا ترس پورے اکیس روز مہر کعبہ کے بھوک اور پیاس کے شہداء سے نڈھال، تلاوت قرآن میں مشغول نہایت بے دردی، شقاوت، بے رحمی اور سفاکی سے شہید کر دیا جاتا ہے۔

آج ہمیں تاریخ کے کونے کھدے سے نکال کر آج کے ایک رقی مجر بھی ایسی بات نظر نہیں آتی کہ اس (حامل کما الوالعزم من الرسل کی زبان سے آہ و فغان تو درکنار آفت تک کی آواز بھی نہ سنی ہو۔ اس کی شہادت کے بعد ایک زمانہ تک یعنی حب تک حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر تمام مسلمانوں نے بیعت نہ کر لی تمام عالم اسلام ایک شکستہ اور بے سلاح کشتی کی طرح ہچکولے کھاتا رہا۔ اور ان ہچکولوں میں کم و بیش ایک لاکھ فرزندان توحید کو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا۔

عثمانؓ نے تجھ پر لاکھوں درود و سلام!

کتابیات

ایو نعیم	حیات القلوب	مجلس المؤمنین
تریدی	الاستیصار	تہذیب
ایو ایلی	فروع کافی	کتاب شیعہ
منظرہ بھوک و ڈھیل	طبقات ابن سعد	تحفۃ العوام
البقول	تاریخ نفیس	تفسیر مجمع البیان
طبری	ہدی الساری	تذکرۃ المعصومین
عمر بن خطابؓ لخطابی	سہاج السنۃ	ترجمہ قرآن
شیعان ہند صفحہ ہنر	مجماری	(مولوی مقبول)
مضامین مولانا شہد	حضرت عثمانؓ ڈاکٹر طلحہ حسین	ناسخ التواریخ
قیصر التلواریخ	جلال العیون	قصیدۃ الصداقۃ العظمی
تاریخ اوودہ	شہید اعظم	عبرت نامہ اندلس
رجال شعی	منہجی الامان	ابن خلدون
اختیار الطوال	خلاصۃ المصاب	ابن اثیر
تشیع المقال	حضرت عثمانؓ تاریخ اوسیا کی روشنی میں	ابن کثیر کی البیان والنبایہ
اعلام الوری یا اعلام الہدی	(مولانا محمد رفیع علی احمد عبا)	وفاء الوفا للسمہودی
شرح ابن ابی الحدید	بنات رسول	
اصول کافی	ہنج لایلا غمہ	
سبیت صادم	فیض الاسلام	
خراج و جرائع	قرب الاسناد	
شرح شرائع فقی	تفسیر صافی	
کتاب شہادت	مرآۃ العقول	
افرق بین الفرق		